REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وّانتم اذلّۃ

جلد ۳۹　　شمارہ ۳۰

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۱ ہجری　　۲ ظہور ۱۳۶۹ ہش　　۲ اگست ۱۹۹۰ء

بفضلِ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

خدا تعالیٰ اپنے عاجز بندے کی آپ دستگیری کرتا ہے!

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"کیا یہ ممکن ہے کہ وہ میرے دل کو ایک دریا کی پیاس لگا کر پھر مجھ کو ایک ناچیز قطرے پر جو قلتِ معرفت کی بدبُو سے بھرا ہوا ہے روک رکھے۔ کیا اُس کی جُود و بخشش اور رحمت اور قدرت کا یہی تقاضا ہے۔ کیا اُس کی قادریت یہیں تک ہے کہ جو کچھ عاجز بندہ اپنے طور پر ہاتھ پاؤں مار کر خدا کے وجود کی نسبت کوئی ڈھکوسلہ اپنے دل میں قائم کرے۔ اسی پر اس کی معرفت ختم کر دے اور اپنی اُلوہیت کی خاص قوتوں سے اس کو معرفتِ حقانی کے عالَم کا سیر نہ کراوے۔ تو جب طالبِ حق ایسے سوالات اپنے دل سے کرے گا تو ضرور وہ اپنے دل سے یہی محکم جواب پاوے گا کہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا بخشائشوں کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے عاجز بندے کی آپ دستگیری کرے۔ گم گشتہ کو آپ راہ دکھلاوے۔ کمزور کا آپ ہاتھ پکڑے۔ کیا ممکن ہے خدا تعالیٰ قادر ہوکر۔ توانا ہوکر۔ رحیم ہوکر۔ کریم ہوکر۔ حیّ ہوکر۔ قیّوم ہوکر اپنی طرف سے ہمیشہ خاموشی اختیار کرے۔ اور بندہ جاہل اور نابینا اُس کی جستجو میں آپ ٹکریں مارتا پھرے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۲۵ حاشیہ۔ طبع اوّل)

"خداوندِ کریم کہ جو فی الحقیقت قیّومِ عالَم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اِس عالَم کی کشتی چل رہی ہے اس کی عادتِ قدیمہ کی رُو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کاموں میں اُس کا سہارا طلب کرتے ہیں اور اُس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ اُن کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے رُو بخُدا ہوجاتے ہیں تو اُس کی تائیدیں اُس کے شاملِ حال ہوجاتی ہیں۔ غرض ہر ایک شاندار کام کے شروع میں اُس مبدءِ فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمٰن و رحیم ہے، ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے۔ اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے۔ جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی سادگی اختیار کرکے اُن نخوتوں سے پاک ہوجاتا ہے کہ جو دُنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہے۔ اور پھر اپنی کمزوری اور امدادِ الٰہی پر یقین کرکے اس معرفت سے حصہ پالیتا ہے کہ جو خاص اہل اللہ کو دی جاتی ہے اور بلاشبہ جس قدر انسان اِس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے، جس قدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرالیتا ہے، جس قدر اس کے چھوڑنے میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے، اُسی قدر اس کی توحید صاف ہوتی ہے۔ اور اسی قدر عُجب اور خود بینی کی آلائشوں سے پاک ہوتا جاتا ہے۔ اور اسی قدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اُس کے چہرے پر سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور سادگی اور بھولا پن کا نور اُس کے مُنہ پر چمکنے لگتا ہے۔ پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۵۶ حاشیہ)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ (کا)

تہنیتی مکتوبِ گرامی

لندن
۹۰-۷-۴

پیارے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ سب کی طرف سے عید الاضحیہ کے مبارک موقعہ پر مبارکباد کا پیغام موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور عید کی خوشیاں عطا کرے۔ تمام احباب کو میرا محبت بھرا سلام اور عید مبارک کا پیغام دیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوگا!

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

خُدا کی خاص نُصرت کے عجب دیکھے وہاں منظر

پیارے آقا کے معجزانہ کامیابی سے بھرپُور دورہ ہائے مغرب اور مشرق سے بخیریت مراجعت کی خوشی اور تشکّر کے موقع پر حضور انور کی خدمتِ اقدس میں، چند اشعار نذر کرنے کی غرض سے جو بعض نظاروں سے متاثر ہوکر موزوں کئے تھے، پیشِ خدمت ہیں۔

عاجزہ :۔ ناصِرہ ندیم (لندن)

مُبارک وہ زمیں جس پر قدم ہیں آپ کے آئے
ہُوئے قربان ہم اُس پر نذر میں جان دے آئے
مُبارک سَو مُبارک اَے خلیفۃ المسیح رابع !!
خُدا کی عَون و نصرت سے مظفر لَوٹ کے آئے

ہُوئے شاہانہ استقبال جو سارے ممالک میں
نہ تھے اِس شان کے پہلے سُنے نہ دیکھنے پائے
ٹریفک بند رہتا تھا شہر کی اُس گذرگاہ سے
سواری شاہِ رُوحانی کی جب تک نہ گذر جائے

سلامی فوج کے دستوں نے دی ہے آپ کو آقا
اور اکثر سربراہ بھی پیشوائی کے لئے آئے
ہُوئی جب رُونمائی آپ کی تصنیف کی پیارے[۲]
تو ٹیری[۲] کے تعارف سے دِلوں میں ولولے آئے

ڈِنر تھا ہاربر کاسل میں تاریخی و تسخیری
کہ جس کی یاد کینیڈا کبھی نہ بھُولنے پائے
میئر وان[۳] نے جب پیش کی چابی تو فرمایا
خلیفہ گھر بنائے وان میں تشریف لے آئے

منائے گی مِری کونسل یہ ہفتہ احمدیت کا
مِسِس ساگا[۴] کی میئر نے ترانے پیار کے گائے
محبت سے ہُوئے گھائل منسٹر اور ممبر بھی
سبھی ایڈریس اُن کے تھے عقیدت سے بھرے پائے

ٹرنٹو میں عجب شانِ جمالی آپ کی دیکھی
منوّر رُخ پہ چھائے تھے خُدا کے پیار کے سائے
بتاؤں کیا وہ منظر تھا جلالی اور رُوح پرور
ملائک جس کو حیرت سے فلک سے دیکھنے آئے

عجب ماحول تھا پُر کیف۔ پُر شوکت۔ وجد آور
کہ وہ منظر مِری نظروں کے اب بھی سامنے آئے
ہُوئے اجلاس امریکہ میں ایسی شان و شوکت سے
مِلی ہے چار سُو شُہرت عجب جلوے نظر آئے

اندھیرے اور ظُلمت میں رُوحانی روشنی بخشی
ہُوئے سرشار مَے سے اور ترانے حمد کے گائے
منارِ روشنی بن کر وہ مسجد گوئٹے مالا میں
دِلوں کو آستانۂ خُدا پر کھینچ لے آئے

نہیں تھا احمدی کوئی بھی اُس سارے علاقہ میں
سعید اور نیک فطرت کو ملائک گھیر کے لائے
بنی ہے لاس اینجلز میں عظیم الشّان وسیع مسجد
خدا کی خاص نصرت سے مراحل سارے طے پائے

کیا دستِ مُبارک سے جب اُس کا افتتاح ہُو
لگے پُرجوش وہ نعرے منارے اُس کے تھرائے
ہُوئے بے انتہا خوش میرے آقا ان مساجد سے
تصوّر آپ کا ہرگز وہاں نہ پہنچنے پائے

فجی۔ سنگاپُور۔ جاپان۔ سِڈنی اور نیوزی لینڈ
لِوائے احمدیّت ہر جگہ نعروں سے لہرائے
ہُوا درسِ محبّت نشر جب سارے ممالک میں
تو شیدائی زیارت کے لئے اُڑ کر چلے آئے

خُدا کی خاص نصُرت کے عجب دیکھے وہاں منظر
اُسی کی دستگیری ہر قدم پر آپ کے آئے
منائے شان و شوکت سے جہاں میں جشنِ صد سالہ
مِلی عزّت۔ مِلی شُہرت۔ مسرّت کے ثمر آئے

پیئے جب معرفت کے جام اکثر خوش نصیبوں نے
ہُوئے مخمور۔ جلسہ پر یہاں وہ بھی چلے آئے
مئے عِرفاں لُٹا کر تشنگی سب دُور کر دینا
سلیقے سب مُطہّر آپ نے اَللّٰہ سے پائے

غرض اُن سب ممالک میں بہ تائیدِ خُداوندی
دِلوں میں احمدیّت کی صداقت گاڑ کے آئے
یہ ہیں بیّن نشاں بہنو مُباہلہ کی صداقت کے
مگر جو کور باطن ہیں اُنہیں کچھ نہ نظر آئے

اِلٰہی کامیابی سے طویل عہدِ خلافت دے
سدا تیری حفاظت میں سفینہ پار لے جائے
مُبارک سَو مُبارک اَے خلیفۃ المسیح رابع
خُدا کی عَون و نصُرت سے مُظفّر لَوٹ کے آئے

دُعا ہے ناصِرہ کی اپنے مَولائے حقیقی سے
وہ صحّت اور خُوشیاں دے سبھی افکار لے جائے

اَللّٰھُمَّ اٰمِین

[۲] حضور پُر نور کی معرکۃ الآراء کتاب MURDER IN THE NAME OF ALLAH (مذہب کے نام پر خون) کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی تقریبِ رُونمائی پروفیسر اینٹونی ہیوگل ٹیری صاحب نے ہاربر کاسل میں کی۔

[۳] ٹورنٹو میں (وان) وہ علاقہ ہے جہاں کینیڈا کے مشن ہاؤس کے لئے ۲۵ ایکڑ زمین خریدی گئی تھی۔ اس پر بہت وسیع مسجد کا ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے۔

[۴] مِسِس ساگا بھی ٹورنٹو کی ایک کاؤنٹی ہے۔

درخواستِ دُعا

ہمارے سب سے چھوٹے پوتے محمد اسرائیل احمد (عُمیر) اور ساتھ ہی ناتی عمر عادل کا ختنہ اور عقیقہ مورخہ ۹ رجولائی ۹۰ء کو خیر و خوبی کے ساتھ انجام پایا۔ جملہ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ میرے پوتے اور ناتی کی صحت۔ تندرستی۔ سلامتی و درازیٔ عمر کی دُعا کریں۔ اور ساتھ ہی اپنے بیٹے نذیر احمد کی کامیابی و کامرانی اور کام میں برکت کے لئے نیز اپنی اور اپنی اہلیہ کی صحت و تندرستی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ مبلغ یکصد روپے اعانتِ بدر میں بھجوائے ہیں۔

خاکسار :۔ چودھری محمد ابراہیم۔ بھدرواہ

بدر آپ کا قومی آرگن ہے۔ اہلِ قلم حضرات اپنی نگارشات سے اور صاحبِ ثروت حضرات اپنے عطایا سے اس کی اعانت فرمائیں۔ (قائم مقام ایڈیٹر)

خطبہ جمعۃ المبارک

یہ ناممکن ہے کہ وہ شخص جس کو اسلام کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے امن نصیب ہو وہ لوگوں کے امن لوٹنے کے لئے نکل کھڑا ہو

آج دنیا عجیب عجیب راہوں سے امن کی تلاش کر رہی ہے، تقویٰ کے ساتھ خدا کے سپرد ہوئے بغیر بنی نوعِ انسان میں سے کسی کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ حقیقی امن جماعت احمدیہ کے ایسے مخلصین سے وابستہ ہے جن سے امن کا ماحول امن میں آجائے!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۸ احسان ۱۳۶۹ ہش مطابق ۸ جون ۱۹۹۰ء بمقام NUNSPEET ہالینڈ

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائم مقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم میں دو مذہبی اصطلاحوں کا بکثرت ذکر ملتا ہے۔ ایک تقویٰ اور ایک اسلام۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اِن دونوں اصطلاحوں پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور بکثرت ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی تشریح فرمائی ہے۔ نثر میں بھی اور منظوم کلام میں بھی۔ لیکن اس کے باوجود ابھی تک میرا یہ تأثر ہے کہ جماعت کی اکثریت کو اِن دونوں اصطلاحوں کے درمیان فرق معلوم نہیں۔ اور ان کے باہمی رشتے کا بھی کوئی واضح تصور موجود نہیں۔ بالعموم یہی خیال کیا جاتا ہے کہ دراصل دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اور چونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ پر بھی اتنا زور دیا کہ گویا تقویٰ اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔ اور اسلام پر بھی اتنا زور دیا اور اس قوت کے ساتھ اس مضمون پر روشنی ڈالی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی اسلام ہے، اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ اس لئے عام طور پر طبیعتیں اسی بات پر راضی ہو گئیں کہ جو بھی ان کا تعلق ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسلام کے خلاصے کا نام تقویٰ ہے

اور اسلام کے خلاصے کا نام اسلام ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ اِن دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے درمیان فرق ہے۔ اور ایک ایسا ہی رشتہ ہے جیسا ایمان اور اعمالِ صالحہ کے درمیان رشتہ ہے۔ ایمان ایک اندرونی حالت کا نام ہے جس کی باہر سے کوئی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔ اسی لئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ایمان لایا تو اس کے ایمان کو پرکھنے اور دیکھنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں۔ اس لئے ایمان کے ساتھ ہی انسان کو تصدیق کا حکم ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ایمان لایا تو اس کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم ایمان نہیں لاتے۔ سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے جو ایمان کے متعلق فیصلہ دے سکے۔ اسی لئے جب تک حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے واضح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ منافقین ایسے ہیں کہ ان کے دل ایمان سے خالی ہیں، اس لئے تم ان کو کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمایا کہ اسلام کے متعلق ان کو اجازت دے دو کہ یہ بےشک یہ کہیں کہ ہم اسلام لے آئے ہیں۔

اب یہ مضمون ایک ایسا دلچسپ بھی ہے اور الجھا ہوا بھی ہے کہ جب تک کھول کر بیان نہ کیا جائے اس وقت تک لوگوں کو ان دونوں کے رشتے اور فرق کی پوری طرح سمجھ نہیں آ سکتی۔ جب تک خدا تعالیٰ نے یہ اجازت نہیں دی یا حکم نہیں دیا، حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی طرف سے کبھی کسی کو یہ نہیں فرمایا کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اُن معیّن لوگوں کے متعلق جن کے متعلق قرآن کریم میں یہ خبر ملتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مومن نہیں ہیں، اگرچہ ان کو مسلمان کہلانے کی اجازت ہے۔ اس واضح ارشاد کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی آگے کسی صحابی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ کسی مومن کہلانے والے کو یہ کہیں کہ تم مومن نہیں ہو۔ چنانچہ ایک ایسا واقعہ تاریخِ اسلام میں ملتا ہے کہ ایک شخص جو جہاد کے دوران بہت ہی زبردست مقابلہ کر رہا تھا یعنی مومنوں کا اور مسلمانوں کا اور ایک نامی پہلوان تھا، بالآخر اس کو جب ایک مسلمان نے پچھاڑ دیا اور اس کا قتل کرنے لگا تو اس نے کلمہ پڑھ کر اپنے ایمان کا دعویٰ کیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں انسانی عقل یہی فیصلہ دیتی ہے کہ یہ شخص جان بچانے کی خاطر ایک دھوکے سے کام لے رہا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایمان نہیں لایا۔ چنانچہ مسلمان مجاہد نے اسی طرزِ عمل کا اظہار کیا اور یہ کہتے ہوئے اس کو قتل کر دیا کہ تم جان بچانے کی خاطر جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے دل میں کچھ نہیں ہے۔

وہ آیت جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے وہ یہ بتاتی ہے: لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ[1] یعنی خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خود خبر دی تھی کہ ان لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ یہ موقعہ بتاتا ہے کہ کسی بندے کو خود اختیار نہیں کہ وہ دلوں کے متعلق فیصلہ کر سکے کہ ایمان داخل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ چنانچہ جب اس واقعہ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور یہی قتل کرنے والے تھے جنہوں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اس بات کو ذکر کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ اور دو طرح کے آپ کے جوابات روایات میں مذکور ہیں۔ ایک یہ کہ آپ بار بار یہ فرماتے رہے اور فرماتے چلے گئے کہ تم نے کیوں نہیں اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا۔ اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں تھا۔ اس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ بتا رہے ہیں کہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہے کہ دل کے حالات معلوم کر سکے۔ دل پھاڑ کر دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسی وقت وہ چھرے سے اس کا دل چیرتا اور دیکھتا۔ دیکھنے والے کو تو کچھ نظر نہ آتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی فصاحت و بلاغت میں اس رنگ میں اس مضمون کو ظاہر کیا، گویا یہ فرما رہے تھے کہ اگر تم دل پھاڑ کے بھی دیکھتے تب بھی تمہیں کچھ پتہ نہ چلتا۔ تم نے ظاہر سے کیسے اندازہ کر لیا۔ پس

ایمان ایک ایسی مخفی حالت کا نام ہے

جس کی پہچان سوائے خدا کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ کوئی نہیں جو یہ کہہ سکے یا جان سکے کہ کسی دعویدار کے دل میں ایمان ہے یا نہیں ہے۔

اسلام ایک ایسی چیز ہے جس کی کچھ ظاہری علامتیں ملتی ہیں۔ اور اس پہلو سے ممکن ہے کہ ایک شخص مومن نہ ہو لیکن وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ اور کچھ اسلامی عادات اختیار کر لے۔ ایسے شخص کے متعلق خدا تعالیٰ نے جہاں یہ خبر دی کہ بعض ایسے اشخاص ہیں جن کے دلوں میں ایمان نے جھانکا بھی نہیں۔ یعنی دل میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ ان کو بھی تم مسلمان کہلانے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ تمہیں کوئی حق نہیں کہ یہ کہو کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تم مومن نہیں ہو، اس لئے بغیر ایمان کے اسلام کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایمان کے قیام کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس میں تمہیں مسلمان کہلانے کی بھی اجازت نہیں دوں گا بلکہ فرمایا کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ یہ مومن نہیں ہیں۔ ایمان ان لوگوں کے دل میں داخل بھی نہیں ہوا!

[1] سورۃ الحجرات: آیت ۱۵۔

لیکن ساتھ ہی میں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مسلمان کہلانے کی اجازت دو اور کہہ دو: قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا کہ تم بیشک یہ کہتے رہو کہ ہم مسلمان ہو گئے، ہم مسلمان ہو گئے۔ تعجب ہے کہ اتنے واضح مضمون کو اس شان کے ساتھ قرآن اور تاریخ اسلام نے اور اُسوۂ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کھول کر بیان کر دیا ہو لیکن

آج کا مُلّاں اپنی جہالت میں

خدا کا مقام حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور حضور اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی مرتبے میں بلند ہونے کا عملاً دعویٰ کر رہا ہو۔ آپ کو تو خدا یہ خبر دیتا ہے کہ دلوں میں ایمان نہیں ہے پھر بھی مسلمان کہلانے کی اجازت دے دو۔ اور مُلّاں اپنے ہاتھ میں یہ خدائی طاقت لے لیتا ہے کہ ایمان کا فیصلہ بھی ہم کریں گے اور اسلام کا فیصلہ بھی ہم کریں گے۔ ہمیں اس بات کی قدرت ہے کہ ہم دلوں میں جھانک کر دیکھ سکیں کہ کوئی شخص دل میں ایمان رکھتا ہے یا نہیں رکھتا۔ اور اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کہ یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ فلاں کا دل ایمان سے خالی ہے، ہم اس کو مسلمان کہلانے سے بھی روک دیں۔ لیکن یہ ایک ضمنی بات تھی جو میں نے سوچا کہ چلتے ہوئے آپ کو سمجھاتا چلوں کیونکہ ایک بہت لمبی بحث گذر چکی ہے۔ مولوی کہتے ہیں کہ احمدیوں کا دل چونکہ ایمان سے خالی ہے اس لئے ہم ان کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو میں نے چاہا کہ آپ کو یہ مضمون کھول کر بیان کر دوں۔ لیکن مقصد یہ نہیں تھا اصل مقصد آپ کو یہی سمجھانا ہے کہ اسلام اور ایمان کے اندر کیا رابطے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایک احمدی کے اُوپر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، تقویٰ ایک قلبی حالت کا نام ہے اور اسلام، ایمان کے نتیجے میں ڈھلنے والے عمل کا نام ہے۔ پس ان دونوں کے درمیان رشتہ وہی ہے جس طرح ایمان کا اعمالِ صالحہ سے ایک تعلق ہے اور اس کا کثرت کے ساتھ قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے اور ایمان اور اعمالِ صالحہ کو اکٹھا بیان کیا گیا، اسی طرح کی کیفیت تقویٰ اور اسلام کے درمیان کے رشتے کی پائی جاتی ہے۔ تقویٰ ایک ایسی اندرونی حالت کا نام ہے جو ایمان کی طرح دکھائی نہیں دیتی۔ اور ایمان سے الگ حالت ہے۔ ایمان پہلی بات ہے۔ تقویٰ بعد کا مضمون ہے اور پھر ایمان کے بعد تقویٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کسی انسان کا اسلام کس نوعیت کا ہے۔ انسان جونہی ایمان لے آتے، معاً وہ کامل نہیں ہو جاتا۔ ایمان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کا عرفان رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور تقویٰ کا عرفان کے ساتھ تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے کہ تقویٰ عرفان سے ترقی کرتا ہے خدا تعالیٰ کی ذات لامتناہی، لامحدود ہے اور اس کی صفات کا کوئی حساب ممکن نہیں۔ جتنا خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور دل پر قائم ہوتا چلا جائے۔ جتنا اس کے حسن و احسان پر دل فریفتہ ہوتا چلا جائے اتنا ہی تقویٰ بڑھتا ہے۔ اور اگرچہ بظاہر اسلام وہی رہتا ہے جو پہلے دن تھا لیکن عملاً اس کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے میں اسلام کے متعلق کچھ مزید روشنی ڈالتا ہوں۔ پھر آپ ان دونوں روحانی اصطلاحوں کے باہمی تعلق کو زیادہ بہتر سمجھ سکیں گے۔

اسلام کے دو معانی ہیں۔ ایک ہے سپردگی۔ اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دینا کسی کا ہو جانا۔ جیسے انسان محبت میں کسی سے کہتا ہے کہ میں تیرا ہو گیا۔ ایک فارسی کا شعر ہے ؎

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

من تو شدم تو من شدی، میں تُو ہو گیا تُو میں ہو گیا۔ من تن شدم تو جاں شدی، میں جسم بن گیا تُو جان بن گیا۔ تا آئندہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ تُو اَور ہے اور میں اَور ہوں۔

یہ اسلام کی اعلیٰ حالت کی تصویر ہے۔ جب خدا کے حضور بندہ ایسی عاجزی اختیار کرتا ہے کہ اپنے وجود کو اس کے حضور بچھا دیتا ہے۔ اور واقعۃً قلبِ سلیم کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے اور اس عہد کے نتیجے میں عملاً اپنے وجود کو خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے کہ آج سے تُو اس میں بسے گا اور کوئی نہیں بسے گا۔ تو اس انتہائی سپردگی کی حالت کو اسلام کہا جاتا ہے۔ یعنی

اسلام کی ترقی یافتہ صورت

وہ انتہائی صورت جس کی طرف انسان کو اسلام لے جاتا ہے۔ اور پھر اس آخری مقام تک پہنچا دیتا ہے وہ یہی ہے۔ اور اس سے پہلے کی بھی اسلام کی کچھ حالتیں ہیں۔ جب انسان زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس اسلام کا دعویٰ کرنے سے نہ روکنے کا ارشاد فرمایا تھا وہ یہی اسلام ہے یعنی آغاز کا اسلام۔ ایک انسان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں اپنے وجود کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اب کس حد تک اُس نے سپرد کیا ہے اس کا فیصلہ تقویٰ نے کرنا ہے۔ اگر انسان کے دل میں خدا کا عرفان بڑھے گا اور اس کے نتیجے میں تقویٰ ترقی کرے گا تو دن بدن اس کے اسلام کی حالت بدلنی شروع ہو جائے گی۔ کئی لوگ زبان سے 'واری واری' جاتے ہیں یعنی وہ بھی سپردگی کا ایک اظہار ہے کہ میں قربان، میں نثار، میرا سب کچھ تیرا۔ اور جب وقت آتا ہے اُس وقت دوڑ جاتے ہیں۔ اُس وقت سب کچھ اپنا ہو جاتا ہے۔ تو جہاں تک اُن کے 'واری واری' جانے کا تعلق ہے اس سے روکنے کی اجازت نہیں ہے۔ جہاں تک اس حقیقت کا تعلق ہے کہ وہ واقعۃً آزمائش پڑنے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں گے کہ نہیں، اس کا تعلق اُن کی دلی محبت سے ہے۔

پس دلی محبت کا نام تقویٰ ہے

اور تقویٰ اسلام کو تقویت بخشتا ہے۔ اور اسلام کی کیفیت بدلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تقویٰ کی ترقی کے ساتھ واقعۃً انسان خدا کا ہو جاتا ہے اور سب کچھ اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ انہیں معنوں میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: اَسْلِمْ۔ حالانکہ وہ خدا کے نبی بن چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کی یعنی اسلام کی انتہائی حالت کی طرف آپ کو دعوت دی گئی تھی۔ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[1] کہ اَے خدا! میں تیرا ہو گیا۔ میں رب العالمین کے حضور اپنے وجود کو پیش کر دیتا ہوں۔ پس اسلام کی ایک ابتدائی حالت ہے اور ایک انتہائی حالت ہے۔ ان کے درمیان بے شمار منازل ہیں۔ اور نہ کسی انسان کو ابتدائی حالت سے متعلق اختیار دیا گیا کہ کسی سے کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ نہ انتہائی حالت سے متعلق انکار کا اختیار دیا گیا۔ باوجود اس کے کہ اسلام میں کچھ نظر آنے والی باتیں موجود ہیں۔ مثلاً جب ایک شخص کہتا ہے کہ میں اسلام لے آیا تو آپ نہ اس کے ایمان کو دیکھ سکتے ہیں، نہ اس کے تقویٰ کو دیکھ سکتے ہیں لیکن اسلام لانے کے بعد اگر وہ نمازیں نہیں پڑھتا۔ اگر عبادات بجا نہیں لاتا۔ اگر بنی نوعِ انسان کے حقوق ادا نہیں کرتا تو آپ کی نظر یہی فیصلہ کرے گی کہ اس نے سپردگی کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے اسلام کے متعلق کسی حد تک انسان دیکھ سکتا ہے اور جانچ سکتا ہے۔ لیکن تقویٰ تک انسان کی کوئی پہنچ نہیں۔ اور سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی کسی شخص کے تقویٰ کو براہِ راست جانچ نہیں سکتا۔ لیکن ایک پہلو ایسا ہے جس سے تقویٰ دکھائی دینے لگتا ہے۔

اسلام کے متعلق جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام دکھائی دیتا ہو تب بھی ضروری نہیں کہ کوئی شخص مومن ہو۔ بظاہر اسلام نظر آتا بھی ہو تو چونکہ ہمیں تقویٰ کی حالت کا علم نہیں اور ایمان کی حالت کا علم نہیں اس لئے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ لیکن سو فیصدی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص مسلمان ہے بھی کہ نہیں۔ اس لئے دونوں جگہ ایک ابہام کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ منافقین جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے، اسلام کے دعاوی کرتے، نمازیں ساتھ پڑھتے اور بعض دفعہ جہاد میں بھی شریک ہو جایا کرتے تھے، ان کے متعلق اگر خدا تعالیٰ یہ خبر نہ دیتا تو کسی کو کچھ پتہ نہیں لگ سکتا تھا کہ ان کا اسلام نظر آنے والا اسلام ہے اور اس اسلام کے پیچھے تقویٰ نہیں ہے۔ پس جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس کے متعلق بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تو پھر جو کچھ دکھائی نہیں دیتا اس کے متعلق ہم کیسے دعاوی کر سکتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کے متعلق فرمایا: عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ۔ بعض لوگ جو سرسری نظر سے اس آیت کو پڑھتے ہیں اُن کو یہ تو سمجھ آجاتی ہے کہ عالم الغیب کیوں کہا۔ کیونکہ پردۂ غیب کی باتیں صرف خدا کو معلوم ہیں۔ شہادۃ کی سمجھ نہیں آتی۔ وہ تو کہتے ہیں کہ عالم الشہادۃ تو ہم بھی ہیں۔ جو دکھائی دیتا ہے وہ تو ہمیں بھی دکھائی دیتا ہے تو خدا تعالیٰ نے کیوں اس شان کے ساتھ اپنی یہ صفت بیان کی کہ میں عالم الغیب بھی ہوں، عالم الشہادۃ بھی ہوں۔ تو درحقیقت یہ انسان کا وہم ہے۔ محض ایک گمان ہے کہ جو کچھ وہ دیکھتا ہے اس کے متعلق بھی قطعی طور پر اور یقینی طور پر وہ کہہ سکتا ہے کہ جو میں نے دیکھا ہے بعینہٖ وہی حقیقت ہے۔

یہ مضمون جب بعض صوفیاء کو معلوم ہوا تو وہ اتنے پریشان ہوئے کہ ہر ایک بات سے اُن کا اعتماد ہی اُٹھ گیا۔ یہاں تک کہ ساری کائنات کو واہمہ کہنے لگے۔ وہ بھی ایک انتہا تک پہنچے اور حقیقت سے بے خبر ہو گئے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون پر نظر اُن کی ضرور پڑی ہے۔ جب انہوں نے عالم الغیب و الشہادۃ پر نظر ڈالی تو پھر آہستہ آہستہ نفس پر غور کرنے سے ان کو معلوم ہوا کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں، وہ حقیقت تو نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ بعض حقیقتیں بھی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ حقیقت نہیں بھی ہوتی۔ جو شخص دیکھتا ہو

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۳۲

جس کا اندر اور باہر ایک ہو۔ اس کو جب آپ دیکھتے ہیں تو حقیقت کو دیکھ رہے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک زندہ حقیقت تھے۔ اس لئے صوفیاء کا اس وہم میں مبتلا ہو جانا کہ گویا سب کچھ واہمہ ہی واہمہ ہے اور حقیقت ہے ہی کوئی نہیں، یہ درست بات نہیں تھی۔ ہاں یہ درست ہے کہ ان ان

جب تک خدا کی گواہی نہ ہو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق خدا کی گواہی ہے، اپنے زعم میں جو کچھ دیکھتا ہے اُس کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی حقیقت ہے جو ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ یہ صوفیاء جن کا میں نے ذکر کیا ہے، ان کے وہم اتنے بڑھے کہ ایک زمانہ میں ہندوستان میں ان کی اور دوسرے علماء کی اور دوسرے صوفیاء کی بڑی بڑی بحثیں چلا کرتی تھیں اور بعض دفعہ بادشاہوں نے اپنے دربار میں ایسے مناظرے کروائے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مغل بادشاہ کے دربار میں ایسا ہی مناظرہ ہو رہا تھا۔ وہ صوفی جو کہتے تھے سب واہمہ ہے اور کوئی حقیقت نہیں ہے، ہم کسی شکل میں بھی عالم الشہادہ بن ہی نہیں سکتے۔ انہوں نے کہا کہ سب وہم ہی وہم ہے۔ آپ لوگوں کا خیال ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ دیکھو یہ جو مناظرہ تمہارے درمیان اور فریق ثانی کے درمیان ہو رہا ہے، یہ حقیقت ہے کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ یہ صرف وہم ہے۔ بادشاہ بڑا تنگ آگیا۔ فیصلہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا تو اس نے کہا کہ اس صوفی کے پیچھے مست ہاتھی چھوڑ دو۔ پھر دیکھیں کیا کرتا ہے۔ چنانچہ مست ہاتھی بلوایا گیا جب صوفی کے پیچھے چھوڑا گیا تو صوفی اٹھ بھاگا۔ بادشاہ نے اس کو آواز دی کہ وہم ہے یہ ہاتھی نہیں ہے۔ تم کیوں بھاگ رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ کو وہم ہے کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ میں بھاگ نہیں رہا۔ تو جب توہمات کی بیماری ہو جائے تو پھر ہر مضمون واہمہ بن جاتا ہے اور حقیقت کو پانے کے باوجود انسان حقیقت کو کھو دیتا ہے۔

یہ مضمون جو عالم الغیب والشہادہ کا مضمون ہے، یہ انکار پیدا کرنے والا مضمون ہے۔ توہمات پیدا کرنے والا نہیں۔ انسان کو تکبر سے باز رکھنے والا مضمون ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کا اسلام دیکھا تو اس دعوے میں اس حد تک شدت نہیں اختیار کرنی چاہیئے کہ چونکہ ہم اس کو مسلمان کے طور پر دیکھتے ہیں، اس لئے لازماً خدا کے نزدیک وہ مقبول مسلمان ہے۔ ہمیشہ انکساری کی گنجائش رکھنی چاہیئے۔ اس لئے کسی کے اسلام سے انکار کی ہمیں طاقت ہے نہ کسی کے اسلام کی ایسی تصدیق کی ہمیں طاقت ہے کہ اس پر ہم اعتماد کر سکیں اور کامل یقین کر سکیں اور اصرار کر سکیں۔

یہ وہ سبق ہے جو ہمیں قرآن کریم عطا فرماتا ہے اور ان دو انتہاؤں کے درمیان مؤمن جب زندگی گذارتا ہے تو نہایت عاجزی اور انکسار کے ساتھ زندگی گذارتا ہے۔ پس تقویٰ اُس ان دیکھی حقیقت کا نام ہے جو آپ چاہیں بھی تو دیکھ نہیں سکتے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بعض دفعہ یہ دکھائی بھی دینے لگتا ہے اور وہ دکھائی دیتا ہے عمل کے پردے میں اور اسلام کے پردے میں۔ جس طرح جگنو چمکتا ہے تو اس کے اندر کا نور جھلیوں سے باہر دکھائی دینے لگتا ہے۔ اسی طرح جب مؤمن تقویٰ سے بھر جاتا ہے تو اس کے اسلام میں بھی ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ہر مسلمان متقی ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ

ہر متقی ضرور مسلمان ہوتا ہے

اور تقویٰ کے بڑھنے کے بعد بعض دفعہ ایک ایسا مقام پہنچ جاتا ہے جب تقویٰ اچھا نظر آنے لگتا ہے۔ اور تقویٰ کے اعجاز اسلام کے پردے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے اسلام میں ایک نیا حسن پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اس حسن کے نتیجے میں مسلم کے اندر ایک عجیب دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور اس مضمون کا تعلق اسلام کے دوسرے معنی سے ہے جس کا مطلب ہے امن۔ PEACE۔ پس جب انسان اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور تقویٰ کی حالت میں اس نے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا ہو تو پہلی بات اُسے امن نصیب ہوتا ہے۔ اس کے دل کو سکینت مل جاتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (سورۃ یونس ۶۲)

کہ وہ لوگ جو واقعۃً تقویٰ کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں وہ ایک ایسے عالم جاوداں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ایسے عالم بقاء میں پہنچ جاتے ہیں کہ پھر دنیا کی عارضی چیزیں نہ انہیں کوئی گہرا صدمہ پہنچا سکتی ہیں، نہ گہری گھبراہٹ میں مبتلا کر سکتی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم خدا کے ہو گئے، ہم خدا کے سپرد ہو گئے تو چند ان بدلتی ہوئی کیفیات کے لئے بہت زیادہ گہرے غم اور فکر کی ضرورت نہیں۔ درحقیقت یہ وہی مضمون ہے جو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا ہے۔ عام طور پر لوگ اپنی چیزوں کے نقصان کے وقت یہ پڑھتے ہیں اور وہ بھی اچھا موقع ہے لیکن درحقیقت اپنے آپ کو خدا کیلئے کھو دینے کا مضمون ہے جو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میں بیان ہوا ہے۔ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ہم خدا ہی کے تو ہیں۔ خدا ہی کی طرف سے آئے تھے اور اسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے اس لئے جہاں سے ہم آئے جہاں آخر پہنچنا ہے۔ اس درمیانی عرصے میں اس سے اپنے وجود کو جدا کیوں رکھیں۔ تو سپردگی کا پیغام ہے جو ہمیشہ اناللہ وانا الیہ راجعون مؤمن کو دیتا چلا جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے اسلام کے نتیجے میں امن نصیب ہوتا ہے اور وہ امن جو دل میں جاگزیں ہو جائے وہ انسان کے اعمال میں پھوٹتا ہے۔ اس کے رجحانات میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ شخص جس کو اسلام کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے امن نصیب ہو وہ لوگوں کے امن لوٹنے کے لئے نکل کھڑا ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے نام مسلم رکھا۔ جس کا اصل ترجمہ "امن پانے والا" نہیں بلکہ "امن دینے والا" ہے پس اسلام کے پہلے مضمون کے نتیجے میں انسان کے دل کو امن نصیب ہوتا ہے اور جسے سچا امن نصیب ہو جائے وہ لازماً بنی نوع انسان کے لئے کامل طور پر ایک امن والا وجود بن جاتا ہے

جس سے امن کی شعاعیں پھوٹتی ہیں

امن کی خوشبو نکلتی ہے اور کوئی شخص سچے مؤمن سے یا سچے مسلم سے کہنا چاہیئے خوف نہیں کھا سکتا۔ اس کو پتہ ہے کہ اس کے پاس میرا سب کچھ محفوظ ہے۔ پس مؤمن یا اس اصطلاح میں جس اصطلاح میں ہم بات کر رہے ہیں مسلم کہنا چاہیئے، مسلم وہ ہے جو سب سے پہلے اپنے وجود کو تقویٰ کے ساتھ خدا کے سپرد کر دے اور تقویٰ کے بغیر سپردگی کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جب وہ سپرد کر دیتا ہے تو اسے امن نصیب ہو جاتا ہے۔ جب اسے امن نصیب ہوتا ہے تو بنی نوع انسان کی طرف جب وہ لوٹتا ہے تو کامل امن کے ساتھ لوٹتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمان کی تعریف یہ فرمائی کہ ایسا وجود جس سے اس کے بھائی کو نہ اُس کی زبان سے کوئی خطرہ درپیش ہو، نہ اس کے اعمال سے کوئی خطرہ درپیش ہو۔ جس کے پاس دوسرے کی عزت بھی محفوظ ہے، اس کی جان بھی محفوظ ہے، اس کے اموال بھی محفوظ ہیں۔

پس یہ وہ امن ہے جو ہر مسلم کی طرف بطور ایک ضمانت کے تمام بنی نوع انسان کو مہیا کیا جاتا ہے۔ اب اس تعریف کی رُو سے جو سو فیصدی حقیقی اور مبنی بر قرآن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات اس کی قوی تائید کرتے ہیں، کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان کا تصور TERRORIST کے طور پر دنیا میں ابھرے اور وہ لوگ جو خود دنیا کے امن لوٹتے پھرتے ہیں وہ بار بار دنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے بنی نوع انسان کے امن کو سخت خطرہ لاحق ہے۔ سخت فتنوں کے ڈر پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ کل ہی خبروں میں انگلستان کے وزیر اعظم مسز تھیچر کا ایک بیان سنا اور اس پر میرا ذہن اس مضمون کی طرف منتقل ہوا اور میں نے چاہا کہ جماعت احمدیہ کو خوب اچھی طرح کھول کر تقویٰ اور پھر تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اسلام سے متعلق آگاہ کروں اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف ان کو متوجہ کروں۔ کتنا ظلم ہے کہ وہ مذہب جس کے نام میں اس مذہب کی اعلیٰ ترین صفات کا خلاصہ داخل کر دیا گیا ہو۔ وہ مذہب جو خدا تعالیٰ سے تعلق کے انتہائی مقامات تک اپنے نام میں ہی اشارہ کر رہا ہو اور پھر بنی نوع انسان سے تعلقات میں اپنے نام ہی کے اندر انتہائی اعلیٰ درجے کی تعلیم دے رہا ہو جس کا خلاصہ یہ ہو کہ مسلم وہ ہے جس سے تمام کائنات میں کسی کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر نگاہ ڈال کر دیکھیں آپ کو جب رحمۃ للعالمین کہا گیا تو صرف بنی نوع انسان کے لئے آپ رحمت

نہیں تھے بلکہ جانوروں کے لئے بھی رحمت تھے اور بے جان چیزوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ اس مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کا یہاں موقعہ نہیں۔ لیکن میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس پہلو سے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں تو صحیح معنوں میں آپ کو اسلام بمعنیٰ امن کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کوئی دنیا میں ایسا وجود نہیں، کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو مسلمان سے کسی درجے کا خوف رکھتی ہو۔ آپ نے رستوں کو بھی امن عطا کیا یعنی اسلام کی ایسی تشریحات کیں اور اپنی زندگی میں اسلام کو ایسے حسین اسوہ میں ڈھال کر دکھایا کہ بے جان چیز ہو یا جاندار ہو، ہر چیز کو جو خدا نے پیدا کی ہے مسلمان سے امن نصیب ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ یہ تشریح آپ نے اپنی عملی زندگی میں ہمیں کر کے دکھائی۔ یہاں تک بتایا کہ پانی کے بھی حقوق ہیں

رزق کے بھی حقوق ہیں

جانوروں کے بھی حقوق ہیں۔ رستوں کے بھی حقوق ہیں اور کوئی باریک سے باریک ایسی چیز بیان سے باہر نہیں رکھی جس میں خدا کی کسی تخلیق کے حقوق ہوں اور آپ نے ہمیں اس سے متعلق متوجہ نہ فرمایا ہو۔ پس ہر چیز جس وجود سے امن میں آجائے وہی وہ وجود ہے جو یہ کہہ سکتا ہے، اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ میں کامل طور پر خدا کا ہوگیا۔ گویا جو سب کچھ خدا کا ہے میں کامل طور پر اس کے پیام امن بن گیا اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَسْلَمْتُ بِهٖ نہیں کہا بلکہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرمایا۔ مطلب یہ تھا کہ میں اسلام کے باریک ترین تقاضوں کا عرفان رکھتے ہوئے تیرا ہو رہا ہوں۔ جن کا تو رب ہے۔ مجھے بھی اسلام کے بعد اُن کی ربوبیت میں حصہ لینا ہوگا۔ اور اُن کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ تو پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کے باریک تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ رہا ہوں

یہ مضمون ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں ملتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کی ساری زندگی اس مضمون پر شاہد ناطق تھی۔ پس اسلام کی طرف منسوب ہونے والا اگر TERRORIST کہلانے لگے اور دنیا کی حکومتوں کے وزراء اُن کے متعلق یہ بیان دیں، جیسا کہ مسز تھیچر کے بیان کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ عالم اسلام سے ہمیں سخت خطرات درپیش ہیں اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے کے احتمالات پیدا ہو رہے ہیں تو

کتنی ظلم کی بات ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ظلم مسز تھیچر نے کیا۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی از راہ ظلم یہ بات کی ہو لیکن اُن لوگوں نے ضرور یہ ظلم کیا ہے جنہوں نے مسلمان کہلاتے ہوئے ایسے نمونے پیش کئے اور ایسی دھمکیاں بنی نوع انسان کو دیں جن کے نتیجے میں اسلام کی ایک بالکل غلط تصویر دنیا میں ابھری ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مضمون کو سمجھے اور ہر احمدی اُن معنوں میں مسلمان بنے جن معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے اسلام کو قبول فرمایا اور اپنے اسوہ حسنہ میں جاری فرمایا اور جن معنوں میں ہر دوسرا شخص بلکہ کائنات کی ہر چیز اگر کسی ایک وجود سے امن محسوس کرتی تھی تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم کا وجود تھا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی مسلمان ہو اور بھیانک ہو۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی مسلمان ہو اور اُس کے پاس بیٹھنے سے لرزہ محسوس ہوتا ہو۔ اور انسان اُس کے قرب سے، اُس کی باتوں سے خوف کھائے۔ اُس کی زبان سے خوف کھائے۔ اس کے پاس نہ اپنی عزت محفوظ ہو، نہ اپنی جان محفوظ ہو، نہ اپنا مال محفوظ ہو۔ پس وہ ملّاں جو دنیا میں TERROR پھیلاتے ہیں۔ جن کی زبان سے مغلظات نکلتی ہیں۔ لوگوں کے دلوں کے امن لوٹتے ہیں جو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسلام کے نام پر گھروں کو جلاؤ اور اموال کو لوٹو اور عزتوں کو برباد کرو، وہ شخص جو اسلام کے معنی سمجھتا ہو اُس کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کس قسم کا اسلام کا دعویدار ہے۔ لیکن

احمدی کے لئے دوہری ذمہ داریاں ہیں

اور دوہری مشکلات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم اِن دکھوں کے لئے آج منتخب کئے گئے ہیں جو دکھ سچے مسلمانوں کا ہمیشہ مقدر بنتے رہتے ہیں یعنی ظالم اُن کے دلوں پر، اُن کے ایمان پر، اُن کے دعاوی پر حملے کرتا ہے اور اُن کی عزتوں کو لوٹتا ہے۔ اور اُن کے دلوں کے امن کو برباد کرتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر ہمارے لئے ایک مشکل ذمہ داری جو ہم نے ادا کرنی ہے یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان سے اسلام کی غلط تصویر کو ہٹانا ہے یعنی اُن کے دل سے اسلام کی غلط تصویر کو مٹانا ہے اور سچے اسلام کی تصویر ان کے دلوں پر جمانی ہے۔ یہ کام دو طریق پر کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہے نظریاتی طور پر اور دلائل کے طور پر۔ چنانچہ دنیا میں جہاں کہیں بھی میں جاتا ہوں یا جہاں کہیں بھی احمدی غیر مسلموں سے اسلام کے موضوع پر گفتگو کرتے ہیں تو یہ مسئلہ ہمیشہ درپیش ہوتا ہے کہ اسلام ہے کیا؟۔ اسلام ہلاکت کا نام ہے۔ خوف پھیلانے کا نام ہے۔ ظلم و ستم کا نام ہے۔ جبر و تشدد کا نام ہے یا کوئی چیز ہے؟ تو زبان سے دلائل سے پوری طرح سمجھا کر میں بھی اور دوسرے سب احمدی بھی جو ایسے غیروں سے گفتگو کرتے ہیں جن کے اوپر اسلام کے غلط تاثرات ہیں، پوری طرح کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کا صحیح تصور اُن کے دل پر نقش ہو جائے۔ رات ہی یہاں کے NUNSPEET کے ایک ریڈیو سٹیشن پر مجھے مدعو کیا گیا تھا وہ دوست جو اس شعبے کے انچارج ہیں بہت ہی خلیق اور مہربان انسان ہیں اور جماعت کو موقعہ دیتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو اُن کے ریڈیو کے ذریعے بیان کریں تاکہ علاقے کے لوگ معلوم کریں کہ ہم کون لوگ ہیں۔ وہاں اس قسم کے سوال بھی اٹھے چنانچہ جہاں تک مقدور تھا میں نے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام کا TERRORIST سے کوئی تعلق نہیں لیکن یہ کافی نہیں

اگر ہم سچے مسلمان بنتے ہیں

یعنی خدا کے سپرد ہونے کے بعد اُس سے امن حاصل کرتے ہیں اور پھر خود سچے امن کے پیغمبر بن جاتے ہیں تو گرد و پیش ہمارے اعمال سے اسلام کی ایک تصویر کو دیکھے گا جو تصویر دل موہ لینے والی تصویر ہے اور یہ تصویر اُس وقت حسین اور دلکش ہوگی جب دل میں تقویٰ موجود ہوگا۔ ظاہری طور پر آپ کے نمازیں پڑھنے سے، ظاہری طور پر بعض بداعمالیوں سے بچنے سے اسلام تو دکھائی دے گا لیکن اس اسلام میں نور نظر نہیں آئے گا۔ جب تک اس اسلام کا گہرے تقویٰ سے تعلق نہ ہو۔ تقویٰ درحقیقت خدا کی محبت کا نام ہے۔ اور اس خوف کا نام ہے کہ کہیں محبوب ناراض نہ ہو جائے۔ کہیں کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے کہ وہ نظر پھیر لے۔ پس صرف محبت ہی کا نام نہیں بلکہ اس دائم رہنے والے شعور کا نام ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو راضی کرنا ہی نہیں راضی رکھنا ہے۔ اور راضی رکھتے چلے جانا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اسلام جو بظاہر ایک سا ہی دکھائی دیتا ہے عام اسلام سے مختلف ہو جاتا ہے۔ پھر دیکھنے والے کو ایسے شخص کے اسلام میں ایک عجیب سا نور دکھائی دینے لگتا ہے

وہ نور چہروں سے چھلکتا ہے۔

پیشانیوں سے پھوٹتا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ کوئی چاہے نہ چاہے ایسے وجود کی طرف انسان مائل ہونے لگتا ہے۔ پس اسلام اُن اعمال کا نام ہے جو تقویٰ کو چاہتے ہیں لیکن بعض دفعہ بغیر تقویٰ کے بھی کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب اسلام کے پیچھے تقویٰ زور مار رہا ہو تو اسلام زندہ ہو جاتا ہے اور اس میں ایک ایسا نور، ایسی عظیم الشان کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ بنی نوع انسان اس سے دور بھاگنا چاہیں بھی تو بھاگ نہیں سکتے۔ وہی مضمون ہے کہ ؎

میں بلاتا تو ہوں اُن کو مگر اے جذبۂ دل
اُن پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غالب تو یہ کہتا ہے کہ اُن پر بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے۔ اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کرو کہ تم بے اختیار کر دیا کرو تمہارے اندر ایک غالب قوت پیدا ہو جائے، لازماً کوئی دوسرا وجود تمہاری طرف کھنچا ہوا چلا جائے۔ غالب بھی غالباً ایک اور رنگ میں یہی کہنا چاہتا تھا لیکن وہ دنیا کے مضمون کو بیان کر رہا ہے اور میں دین کے مضمون کو بیان کر رہا ہوں۔ تمثیل کے طور پر بعض دفعہ دنیاوی اشعار کو بھی سامنے رکھنا پڑتا ہے تاکہ بنی نوع انسان زیادہ وضاحت سے سمجھ جائیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام درحقیقت تقویٰ کی اس حالت کا نام ہے جو بنی نوع انسان کو دکھائی بھی دیتی ہے۔ جو کچھ اسلام کی شکل میں دکھائی دیتا ہے ضروری نہیں کہ وہ تقویٰ کے نتیجے میں ہو لیکن اگر دکھائی دینے والا اسلام تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو تو اس اسلام میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس اسلام میں ایک غیر معمولی کشش پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بنی نوع انسان کو بڑی قوت کے ساتھ اور غالب قوت کے ساتھ کھینچنے لگتا ہے۔ پس دنیا کے اس ماحول کو اگر آپ نے تبدیل کرنا ہے تو محض زبانی بیانات سے یہ دنیا تبدیل نہیں ہوگی، اور جیسا کہ میں نے آپ کو قدم بقدم ساتھ چل کے سمجھایا ہے۔ اسی طرح اسی طریق پر

پہلا اول اور دوئم اور سوئم قدم اٹھانے پڑیں گے۔ یاد رکھیں خدا کے سپرد ہونا حقیقت میں تقویٰ کو چاہتا ہے۔ تقویٰ سچا ہو تو پھر سپردگی سچی ہوتی ہے اور جب تک انسان اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہ کرے وہ امن میں نہیں آتا۔ ہر پہلو سے آپ اس مضمون پر غور کر کے دیکھ لیں اس کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں۔ اور کوئی رستہ ہی نہیں بنتا۔ خدا کے سپرد کرنے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اس کی حفاظت میں آ گیا۔ جب اپنے آپ کو اس کے حضور پیش کر دیا تو چاروں طرف سے خدا کی فصیل ہے جو آپ کو گھیر لیتی ہے۔ اور پھر ہر خوف سے آپ امن میں آ جاتے ہیں اور ذہنی طور پر جو سپردگی کا مزا ہے ویسا اور کوئی مزا نہیں۔ ایک انسان جس نے محبت کی ہو اور اس کو یہ پتہ ہو کہ پیار کے نتیجے میں جب انسان اس منزل پہ پہنچتا ہے کہ

بس اب میں تیرا ہو گیا

تو اس کیفیت سے جو لذت پیدا ہوتی ہے ویسی دنیا میں اور کوئی لذت نہیں اور وہی لذت ہے جو گہرا سکون پیدا کرتی ہے۔

پس اسلام ہی کے نتیجے میں ظاہری حفاظت بھی ہوگی اور اسلام ہی کے نتیجے میں اندرونی تسکین بھی نصیب ہوگی یعنی ظاہری امن بھی ملے گا اور اندرونی امن بھی ملے گا۔ اور جب آپ اس امن کو حاصل کر لیتے ہیں تو پھر آپ دنیا کو امن دینے والے بن جائیں گے۔ آج دنیا عجیب عجیب راہوں سے امن کی تلاش کر رہی ہے S-A-L-T TREATIES ہو رہے ہیں۔ یہ کوششیں ہو رہی ہیں کہ باہم سمجھوتے ہوں، اعتمادات بڑھیں اور نیوکلیئر WEAPONS میں کمی آ جائے غرضیکہ ظاہری طریقوں سے وہ امن ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ امن کا تعلق دل کی کیفیت سے ہے اور دل کے رجحان سے ہے اگر دنیا امن والوں سے بھر جائے جن کو امن نصیب ہے تو لازماً بنی نوع انسان کو امن نصیب ہوگا اور اگر دنیا بے چین دلوں سے بھری ہوئی ہو تو کوئی سیاسی معاہدات بھی بنی نوع انسان کو امن نہیں عطا کر سکتے۔ پس آپ یاد رکھیں کہ

آپ کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہے

یہ کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں۔ میں کوئی محض خیال آرائی کی باتیں نہیں کر رہا۔ میں ایسی ٹھوس حقیقتیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ جن حقیقتوں کے متعلق شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، کوئی وہم کی گنجائش نہیں۔ سپردگی کے بغیر یعنی تقویٰ کے ساتھ خدا کے سپرد ہونے کے بغیر بنی نوع انسان میں سے کسی کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک بنی نوع انسان کو ایسے صاحب امن نصیب نہ ہو جائیں، ان کو بنی نوع انسان کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پس حقیقی امن جماعت احمدیہ کے ایسے مخلصین سے وابستہ ہے جن سے انکا ماحول امن میں آ جائے۔ اگر ایک ایسا احمدی ہو جس سے اس کا ماحول امن میں نہ ہو تو دنیا اس کو کیسے یا نہ کہے اس کا دل یہ گواہی دے سکتا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ کیونکہ انسان اپنی ذات کو تو اندر سے دیکھ رہا ہوتا ہے اس لئے انسان کی عزت کی حفاظت کیلئے خدا تعالیٰ نے غیروں کی زبانوں سے تو اس کو محفوظ کر دیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنے نفس کی زبان سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھیں آپ کے اندر اور آپ کے ضمیر کی آواز جتنا آپ پر ظلم کرے گی اتنا ہی آپ پر رحم کر رہی ہوگی۔ اس لئے اپنے وجود کو حقیقت سے پرکھیں اور بہت ہی آسان اور سیدھی اور صاف پہچان ہے۔ اگر آپ سے آپکی بیوی امن میں ہے۔ اگر آپ سے آپ کے بچے امن میں ہیں۔ اگر آپ سے آپ کے عزیز اور رشتے دار امن میں ہیں۔ اگر آپ سے آپ کے دوست امن میں ہیں۔

اگر آپ سے آپ کا معاشرہ امن میں ہے

تو یقین کے ساتھ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سپردگی کی صلاحیتیں مجھ میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ میں خدا کا بنتا چلا جا رہا ہوں اور اس کے نتیجے میں طبعاً جو ظہور میں آنا چاہیئے تھا میری ذات میں ظہور میں آ رہا ہے۔ اور پھر کامل یقین کے ساتھ اس راہ پر آپ آگے بڑھ سکتے ہیں اور آپ کے وجود کیساتھ آپ کا ماحول ہی نہیں بلکہ رفتہ رفتہ تمام دنیا کا امن وابستہ ہوتا چلا جائیگا۔ ایسے صاحب امن پھر پرورش پاتے ہیں بڑھتے ہیں۔ خدا کی نظر میں آگے بڑھتے ہیں اور ترقی کرتے ہیں اور بنی نوع انسان ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتی چلی جاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں، ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ ہاں یہ سچے ہیں اور ان کے دل میں حقیقی امن ہے اس کے بغیر جب آپ اپنے معاشرے کو بھی امن نہیں دے سکتے، اپنے گھر والوں کو امن نہیں دے سکتے، اپنے بچوں کو امن نہیں دے سکتے تو کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ آپ خدا کے سپرد ہو گئے اور پھر دنیا کو امن دے سکتے ہیں خلاصہ اس بات کا یہ ہے اور یاد رکھیں یہ ایک ایسا خلاصہ ہے جو کبھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لوگ جو حقیقت میں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں خدا تعالیٰ کی تقدیر دنیا کو اُن کے سپرد کر دیا کرتی ہے اور جب تک آپ اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہیں کریں گے دنیا آپ کے سپرد نہیں کی جائے گی۔ اس لیے خدا کی سپردگی کی فکر کریں اور یہ فکر نہ کریں کہ دنیا کہاں ہے اور کب آپ دنیا پر غالب آئیں گے جب آپ اپنے وجود پر غالب آئیں گے تو یاد رکھیں کہ وہی دن ہوگا جب آپکو دنیا پر غلبہ اور فتح نصیب ہوگی۔ خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔ نمازیں جمع ہوں گی اور میرے ساتھ تمام مسافر بھی دوگانہ پڑھیں گے۔ جو دو چار مقامی ہیں وہ کھڑے ہو کر اپنی عصر کی نماز بعد میں پوری چار رکعتیں کر لیں۔

نشان عبرت

از مکرم سیٹھ محمد عبدالصمد احمدی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کرناٹک

دنیا بھر کے مکفرین و مکذبین کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دعوت مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے شاندار نتائج ظاہر فرمائے ہیں۔ وہ ہمارے ایمانوں میں مضبوطی کا باعث بنے ہیں جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے دعوت مباہلہ کی کاپیاں ان مخالفین احمدیت کو بھی دی گئیں جو جماعت کی مخالفت میں ہمیشہ آگے آگے رہا کرتے تھے۔ جو سنجیدہ طبع تھے اور مباہلہ کی اہمیت کو سمجھتے تھے وہ خاموشی اختیار کر گئے اور بعض نے اس پر غم و غصہ کا اظہار کیا اور بعض نے معذرت چاہی لیکن ان میں سے ایک صاحب جو ایک وکیل کے پاس ملازمت کرتے ہیں۔ جنہیں اس بات کا گھمنڈ تھا کہ وہ دین کا علم جانتے ہیں اور نوجوانوں پر کچھ اثر رکھتے ہیں جن کا نام سید عبدالمنان میر ہے جن کے تعلق سے قبل ازیں حضور اقدس کی خدمت میں تفصیل ارسال کی جا چکی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کیوں نہ ہیرو بن جائیں۔ بھٹو صاحب، نے بھی بزعم خود ۹۰ سالہ مسئلہ کو حل کر کے ہیرو بننا چاہا تھا۔ لیکن وہ ذلت سے کتے کی موت مارے گئے۔ اس عظیم الشان نشان آسمانی سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے اس کو ایک اتفاقی واقعہ قرار دے کر اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ یادگیر میں پمفلٹ تقسیم کردئے عہدیداران جماعت کے نام خطوط کی بھرمار کر دی۔ جس میں اتنے دل آزار الفاظ لکھے جس کو ضبط تحریر میں لانے کی میری حقیر غیرت ایمانی ہرگز اجازت نہیں دیتی اور ساتھ ہی وہ اپنے خود ساختہ دعوت مباہلہ کو کامیاب بنانے کے لئے ہمارے بعض احمدی بھائیوں کو جو ان کی کم فہمی میں کمزور ایمان والے جان کر انہیں لالچ دے کر اور ورغلا کر ایمان سے ہٹانے کی ناتمام کوششیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ شان کبریائی ہے کہ وہ جس احمدی بھائی کو بھی کمزور ایمان والا جان کر ورغلاتے وہ احمدی بھائی اپنے ایمان میں اس قدر مضبوط چٹان کی طرح ثابت ہوا کہ ان کے تمام ناپاک حربے ناکام ہو گئے اور وہ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے اور اپنی شیطانی چالوں میں کامیاب نہ ہو سکے چونکہ احمدیت کی مخالفت میں جتنے بھی غیر از جماعت افراد پیش پیش رہے ہیں انہیں بھی دعوت مباہلہ کی کاپیاں بھجوائی گئی تھیں کہ وہ اپنے علماء جن کے پیچھے قوم یا کثیر تعداد مسلمانوں کی ہے ان کے لئے یہ مباہلہ حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ہے اس دعوت مباہلہ کے مخاطب یہ معمولی مندرجہ بالا صاحب ہرگز نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے پیچھے نہ ہی قوم ہے اور نہ ہی افراد یہ انہیں سمجھا دیا گیا اس کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو اس قابل سمجھ کر غیر ضروری شرائط تحریر کر کے جیسے " جماعت احمدیہ کے خلیفہ خود یادگیر آکر مباہلہ کریں اور یادگیر کے اس اونچے پہاڑ پر سے دونوں مل کر چھلانگ لگائیں گے جو صادق ہوگا وہ بچ جائے گا" وغیرہ تحریر کر ناس امر کو بھی ان پر واضح کیا گیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جو دعوت مباہلہ مکفرین، مکذبین۔ معاندین جو کہ ایک سو سال سے جماعت کی مخالفت سے ہرگز باز نہیں آتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دعوت مباہلہ دیا گیا ہے تا حق اور باطل میں تمیز ہو اور یہ واضح ہو کہ حق کی تائید میں اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے۔ اور باطل عقیدہ پر قائم افراد کے لئے جائے عبرت ہو۔ اس کے بعد کسی قسم کی شرط کی کسی شخص کو کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے کہ وہ خود ساختہ

کوئی شرط مقرر کر کے سمجھایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود یہ صاحب (عبدالمنان) اپنی شرارت سے ہرگز باز نہ آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء مسیح موعودؑ پر ناشائستہ و ناپاک تہمات لگاتے رہے۔ اس پر تحریری طور پر انہیں جواب دیا گیا کہ مباہلہ کبڈی یا کرکٹ کا کوئی کھیل نہیں ہے جس میں فریقین کو کسی ایک مقام یا میدان پر جمع ہونا پڑے بلکہ یہ فیصلہ تو دربار خداوندی میں قرآنی احکامات کی روشنی میں ہوتا ہے جس کے لئے فریقین کی دستخطیں ہی کافی ہیں۔ اس کے علاوہ واضح رنگ میں تحریری طور پر ان کو یہ بتا دیا گیا کہ آپ کسی بھی اعتبار سے شرائط مباہلہ پر پورے نہیں اترتے اسی لئے فہرست مباہلہ میں آپ کا نام شریک کرنا بھی احمقانہ فعل ہوگا۔ اگر آپ کو خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بننا ہی مقصود ہے تو اس کو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ چونکہ آپ نے ماموریت اللہ کے خلاف انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور خلفاء احمدیت پر ناپاک الزامات لگائے ہیں۔ گستاخی اور سرکشی میں حد سے آگے بڑھ چکے ہیں آپ کے اس مذموم فعل سے اللہ تعالیٰ کی غیرت بھی جوش میں آئی ہوگی۔ یقیناً وہ آپ کو عبرت کا نشان بنا دے گا۔ اور اپنے صادق بندے کا ایک واضح نشان ظاہر کرے گا۔ اس انتباہ کے بعد بھی منان صاحب نے ایک اور حربہ استعمال کیا کہ ان کے بعض ہمنواؤں کے ذریعہ یہ زبانی پیغام بھجوایا کہ "اگر مرزا طاہر احمد صاحب یادگیر نہیں آ سکتے ہیں تو جماعت احمدیہ یادگیر کے ذمہ دار عہدیداران میدان میں میرے مقابل پر آئیں۔ اور مباہلہ کریں"۔ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ چونکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد ایک نظام سے منسلک ہے اور اپنے واجب الاطاعت امام کے تابع ہے۔ اور ہمارے امام نے ۲ کروڑ افراد جماعت عالمگیر کی جانب سے یہ دعوت مباہلہ دی ہے۔ اس کے بعد جماعت کے کسی بھی فرد زید، بکر، عمر وغیرہ کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے طور پر میدان مباہلہ میں اپنے آپ کو پیش کرے یہ امر نظام جماعت کے مغائر ہے اس کے بعد افراد جماعت کو اس بات کی سختی سے تاکید کی گئی کہ وہ اس نامعقول شخص کی آئندہ سے کسی بھی تحریر کا کوئی جواب نہ دیں۔ اور نہ ہی ان کی اس طرح کی لامعقول تحریروں کو کوئی اہمیت دیں۔ چونکہ اس نا عاقبت اندیش شخص نے خدا تعالیٰ کی غیرت کو للکارا ہے ہمیں خدا سے واحد و برتر کی ذات سے یہ امید ہے کہ وہ سزا دینے میں اور عذاب کے نازل کرنے میں ضرور دھیما ہے لیکن جب وہ سزا دینے پر آتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی

اس کے بعد افراد جماعت احمدیہ کو عالمگیر دعوت مباہلہ کی عظیم الشان کامیابی کے لئے کثرت سے دعاؤں کی تلقین کی گئی (اور متعدد دفعہ اجتماعی رنگ میں دعائیں بھی کی گئیں۔ صدقہ و خیرات بھی جاری رکھا گیا چنانچہ ہمارے حیی و قیوم خدا نے ہماری حقیر اور متضرعانہ دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو دنیا میں ایک بار پھر ظاہر کرنے کے لئے۔ اس شخص کو عبرت کا ایک نشان بنایا اور اللہ تعالیٰ نے عجیب نرالے رنگ میں۔ عبدالمنان میر کی رسوائی کے سامان پیدا فرمائے۔ خدا کی اس غیر معمولی تائید و نصرت کے جلوے نے ہم تمام احمدیوں کے ایمان میں ایک عظیم الشان تازگی پیدا کر دی وہ اس طرح کہ ..

سب سے پہلے عبدالمنان میر کو نہ صرف اس کے ہمنواؤں نے بلکہ یادگیر کے مسلمانوں نے سختی سے باز پرس کی کہ آپ کو کس نے کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کے دعوت مباہلہ کو قبول کر لیں۔ آیا آپ عالم ہیں؟ یا آپ مسلمانان یادگیر کے مذہبی راہنما ہیں؟ جب یہ دونوں چیزیں آپ میں نہیں ہیں تو ہم مسلمانان یادگیر کی طرف سے آپ کو دعوت مباہلہ قبول کرنے کا کیا حق تھا۔ لہذا اس دعوت مباہلہ کے مخاطب صرف اور صرف آپ ہی ہیں یادگیر کے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ سمجھیں۔ اس کے بعد ہر آنے والا دن منان پر ذلت اور رسوائی کا سامان لاتا گیا

جناب عبدالمنان صاحب میر وہابی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جن کی اپنی ایک الگ مسجد ہے۔ جہاں ان کی اپنے ہی مسلک کے ایک عالم سے ٹھن گئی۔ موقعہ پر تو لوگوں نے مداخلت کر کے معاملہ رفع دفع کروا دیا لیکن مذکورہ عالم صاحب کے شاگردوں کو یہ بات شاق گزری چنانچہ یہ شاگرد ایک وفد کی شکل میں منان صاحب کی تلاش میں نکلے عموماً منان صاحب رات کے وقت اپنے ایک دوست کی دکان پر بیٹھتے تھے۔ یہ وفد وہاں پہنچا اور گالی گلوچ کرتا ہوا ... بازار ہی سے انہیں کھینچ کر مسجد لے گیا جہاں پہلے ہی سے مذکورہ عالم براجمان تھے۔ وہاں پر گالی گلوچ کے علاوہ بڑی ہی تلخ بحثیں بھی چھڑیں اور منان صاحب نے یہ کہہ کر اپنا دامن بچایا کہ ان مسائل پر بحث کرنے کے لئے آپ اپنے عالموں کو بلائیں اور بازار کے چوراستے کے گاؤں کے تمام مسلمانوں کے سامنے اس پر بحث کی جائے گی۔ اس موقع پر بھی بعض سنجیدہ طبع افراد نے سمجھا کر معاملے کو رفع کروا دیا چونکہ مذکورہ عالم نے ان کے خلاف ایک محاذ بنا لیا تھا۔ اور منان صاحب کے خلاف اپنے ہمنواؤں اور شاگردوں میں مخالفت کی آگ بھڑکائی تھی جس کے باعث نوجوان منان صاحب کو ذلیل کر کے انتقام لینے کے درپے تھے اور موقعہ کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر مسجد میں جبکہ تمام مصلیان جمع تھے نوجوانوں کی مخالفت کا لاوہ ابل پڑا۔ اور تمام سنجیدہ طبع مصلیان و دیگر مسلمان ان مخالف نوجوانوں کے حامی بن گئے اور تمام نے مل کر منان صاحب کی بری طرح سے تذلیل کی۔ سب سے پہلے تمام شریک مسجد مسلمانوں نے متفقہ طور پر مسجد میں اس فتویٰ کا اعلان کیا کہ پہلے سید عبدالمنان میر کافر ہے، دجال ہے۔ اور ملحد ہے لہذا اس سے کوئی مسلمان سلام کلام نہ کرے اور نہ ہی ان کی کسی تقریب میں حصہ لے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی بھیانک انتقام تھا کہ کل تک جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے ماننے والوں کو کافر ملحد دجال کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذلت اور رسوائی کا ایسا سامان اور اسباب پیدا کر دیا کہ اسی کے ہمنواؤں نے اس کو کافر ملحد، دجال کے القاب سے نوازا۔ اسی پر انہوں نے اکتفا نہ کیا بلکہ بھری محفل میں مسجد سے منان صاحب کو گردن میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر دھکیل دیا۔ اس طرح کی ذلت و رسوائی منان صاحب نے زندگی میں کبھی نہیں اٹھائی تھی۔ اس کے بعد سے منان صاحب کا مسجد میں داخلہ بند کر دیا گیا اور کہاں کہ ایک وقت تھا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو میدان مباہلہ میں بلانے کی ڈینگیں مارا کرتے تھے اب یکہ و تنہا ہو کر انتہائی ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ جو ہنسی، ٹھٹھا، مذاق کرتے ہیں وہ خدا کے قہر سے کبھی نہیں بچ سکتے۔ یہ ہمارا ایمان ہے جس کا مشاہدہ ہم ناچیز غلامان مسیح نے اپنی آنکھوں سے کیا۔ الحمد للہ۔

اب یہ حال ہے کہ منان صاحب کے قریبی ساتھی کچھ تو ان کے سخت مخالف ہو گئے اور کچھ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ انہیں میں سے بعض افراد خاکسار کے پاس آئے اور جب خاکسار نے ان سے مذکورہ بالا مسجد کے واقعات کی تصدیق چاہی تو وہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ کو کیسے پتہ چلا۔ خاکسار نے جواب دیا کہ یہ بات تو جنگل کی آگ کی طرح یادگیر میں پھیل چکی ہے کہ منان میر کو مسجد سے باہر کفر کا فتویٰ دے کر کر دیا گیا ہے۔ اور آپ کے ہی بعض ملنے والوں نے میرے پاس آکر یہ بات کہی ہے اور کہا ہے کہ اب منان سے انتقام لینے کا بہت اچھا موقع ہے۔ اگر آپ ہماری مدد کریں؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ کسی سے انتقام لینا یا نقصان پہنچانا ہمارا شیوہ نہیں۔ ہاں اگر منان کسی مصیبت میں ہے اور انہیں ہماری مدد کی ضرورت ہے تو انسانی ہمدردی کے ناطے ہم ان کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ ہماری یہ تعلیم نہیں کہ کسی کو تکلیف میں مبتلا کر دیں ہماری یہ تعلیم ہے کہ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم محمود احمد صاحب مرحوم کا پوتا اور محترم عبدالکریم صاحب چنتہ کنٹہ کا نواسہ ہے۔

نومولود کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار
محمد ادریس احمد جلال کوچہ حیدرآباد

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے تاثرات

احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان اطلاعات کے حوالے سے پاکستانی حکام خصوصاً حکومت پنجاب کو خطوط لکھیں۔ اور خصوصی دعائیں پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر احمدیوں کی جان مال اور عزت محفوظ رکھے اور ظالم مخالفین کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے ؎

سُنا ہے سنگدل کی آنکھ سے آنسو نہیں بہتے۔
یہ گر سچ ہے تو پھر پتھر سے کیوں چشمے ابلتے ہیں

اسلام آباد سے مکرم انور خالد صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ :۔

..... میری ایبٹ آباد میں الیکٹرونک ریپئرنگ کی دوکان تھی۔ والد صاحب والدہ صاحبہ اور میں اور میری بیوی ایبٹ آباد میں ہی رہائش پذیر تھے دکان تقریباً ۱۹۸۲ء سے وہاں پر تھی۔ ایبٹ آباد کے لوگوں کو پتہ تھا کہ میں احمدی ہوں صاحبزادہ عبدالرشید صاحب کے گھر کے پاس ہی میری دکان تھی۔ وہاں پر ہی ہم نماز جمعہ کے لئے جاتے تھے وہاں پر کافی متعصب لوگ رہتے ہیں۔ اس لئے جماعتی تعصب کی وجہ سے دسمبر ۱۹۸۵ء میں میری دوکان پر اُن لوگوں نے چوری کروادی۔ تقریباً ۶۰۔۷۰ ہزار کا نقصان ہوا۔ بہت بھاگ دوڑ کی لیکن پولیس نے کوئی مدد نہیں کی۔ یہ سارا سامان لوگوں کا مرمت کی غرض سے آیا ہوا تھا جو کہ چوری ہو گیا اور جو کہ مجھے ادا کرنا پڑا۔ کافی لوگوں سے قرض وغیرہ لیا اور جن کا سامان تھا اُن کو ادا کیا۔ دوبارہ کام شروع کر دیا اور ۱۹۸۷ء میں میں نے ..... ۱۲ ہزار روپے کی کمیٹی ڈالی لیکن جب میری باری آئی تو مجھے کمیٹی ادا نہیں کی گئی اور مجھے ڈرا دھمکا کر چپ کروا دیا۔ پولیس کے پاس گیا تو انہوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ چپ کر گیا اور اللہ کا نام لے کر کام کرتا رہا۔ باقاعدگی سے چندہ دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی۔ کام اچھا چلنے لگا لیکن دسمبر ۱۹۸۸ء میں میری تیسری مرتبہ چوری کروادی گئی۔ اس دفعہ تقریباً ۸۰۔۹۰ ہزار کا نقصان ہوا جو کہ لوگوں کی چیزیں تھیں پولیس میں رپورٹ درج کروائی تو انہوں نے سارا الزام مجھ پر لگا دیا کہ تم نے خود چوری کی ہے۔ چپ کر جاؤ ورنہ تم کو دھوکہ دہی کے جرم میں جیل میں ڈال دیں گے۔ میں چپ کر گیا۔ ہمت نہیں ہاری۔ مئی ۱۹۸۹ء میں میں نے شادی کی۔ پاس تو کچھ نہیں تھا۔ اس لئے قرض وغیرہ لے کر شادی کی۔ خدا کو پھر امتحان مقصود تھا۔ اس لئے جولائی ۱۹۸۹ء کو پھر چوری ہو گئی۔ اس دفعہ نقصان ۳۰۔۴۰ ہزار کا ہوا۔ خدا کی مدد کے ساتھ کسی سے قرض لے کر پھر کام شروع کیا اور کچھ جن کا نقصان ہوا اُن کو دیا اور کام میرا پھر چل نکلا۔ ان لوگوں کو پھر بڑی تکلیف تھی کہ اس کا اتنا نقصان ہوا لیکن یہ پھر بھی یہیں کام کر رہا ہے۔

۱۲ جنوری بروز جمعہ جماعت احمدیہ ایبٹ آباد نے جلسہ منعقد کیا جس میں تربیلا ہری پور، مانسہرہ، داتہ اور بجگلہ کی جماعتوں نے حصہ لیا۔ میں تو گاؤں گیا ہوا تھا ہفتہ کو پولیس دکان پر آئی اور ملازم لڑکے کو لے کر گھر آئی اور والد صاحب کو گرفتار کر لیا۔ جن کی عمر تقریباً ۷۰۔۷۵ سال ہے اور اُن کو دمہ اور پیشاب کی خاصی تکلیف ہے اور ایک احمدی جو پینشن لینے کی غرض سے آزاد کشمیر سے آیا ہوا تھا، اس کو بھی گرفتار کر لیا۔ میں ۱۴ جنوری کو رات ۱۱ بجے واپس گھر آیا تو اطلاع ملی۔ بڑی پریشانی ہوئی ..... ملازم لڑکے نے بتایا کہ ختم نبوت فورس کے لوگ پولیس کو لے کر روز دو تین چکر لگاتے ہیں کہ انور کو گرفتار کرنا ہے اس لئے آپ سامنے نہ آئیں۔ میں گھر چلا گیا تو اتنی دیر میں مالک مکان آیا اور مجھے کہا کہ شام تک ہمارا مکان خالی کر دو ورنہ ہم تمہارا سامان لوٹ لیں گے اب خدا معلوم کل کیا ہوگا۔ یہ اطلاع بھی آج ملی ہے کہ کئی مزید احمدیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے .... والد صاحب بھی جیل میں ہیں نہ گھر رہا نہ دوکان رہی۔ حضور! اب تو پاکستان میں رہنا مشکل ہو گیا ہے۔"

اقتباس از خط مکرم انور خالد صاحب

C/O احسان اللہ صاحب

H-NO-480C G.6/1/4, ST. NO:101

ISLAMABAD

۲۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ۳۵ شمالی ضلع سرگودھا حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام اپنے خط محررہ ۵/۹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

سیدی! اس سے قبل کئی نسلوں تک ہم نے نہ جیل دیکھی تھی اور نہ عدالت۔ مگر خدا کے فضل سے دین کی خاطر ہمیں جیل جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ ہم عرصہ دراز سے ایک چھپر کے نیچے نماز پڑھتے تھے۔ بارو باراں میں ہمیں شدید تکلیف ہوتی تھی۔ ہم نے ایک نماز گاہ بنانے کا ارادہ کیا اور اس کی تعمیر کے دوران ہی پولیس ہمیں پکڑ کر لے گئی۔ بارہ دن جیل میں رہنے کے بعد ہمیں رہائی ملی۔ اس طرح مقامی سکولوں میں ہمارے بچوں کو اسلامیات نہیں پڑھنے دیتے۔"

۳۔ مکرم حاجی محمد اکبر قمر صاحب آف کوٹلی (آزاد کشمیر) اپنے مکتوب محررہ ۲۱/۲/۹ میں ڈسٹرکٹ جیل ایبٹ آباد سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ :۔

میں مورخہ ۱۳/۱/۹۰ کو ایبٹ آباد اپنی پنشن کا چیک لینے گیا اور تقریباً صبح ۹ بجے اپنی یونٹ کے آفس پہنچا۔ دفتر والوں نے مجھے کہا کہ آج ہم آپ کا چیک ڈیمانڈ کریں گے اور کل صبح ۱۴/۱/۹۰ کو آپ کو مل جائے گا۔ دفتر سے واپسی پر مانسہرہ چلا گیا۔ وہاں مکرم رانا کرامت اللہ صاحب، امیر ہزارہ ڈویژن سے ملاقات کی وہاں سے اسی دن واپس ہوا۔ اور خیال کیا کہ صاحبزادہ عبدالرشید صاحب سے مل لوں۔ وہاں اُن کے گھر کے نزدیک گاڑی سے اترا۔ وہاں سے صاحبزادہ صاحب کے گھر کا پوچھا۔ اب میں ان کے گھر کے نزدیک ہی تھا کہ ایک پولیس وین آئی جس میں S.H.O اور ایک A.S.I اور دو سپاہی تھے۔ مجھ سے سوال کیا کہ کس سے ملنا ہے۔ میں نے بتایا کہ صاحبزادہ عبدالرشید سے۔ اس وقت تقریباً دن کے چار بجے کا وقت تھا۔ کہنے لگے گاڑی میں بیٹھو، ملاتے ہیں۔ پھر کہنے لگے وہ تو مرزائی ہے تم بھی ہو؟ میں نے کہا۔ میں احمدی ہوں اور آزاد کشمیر سے آیا ہوں۔ اور ان کو کاغذ بھی نکال کر دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ رشید کے ..... پر چھوڑیں گے۔ میں نے وجہ پوچھی انہوں نے بتایا کہ کل یہاں جلسہ ہوا ہے میں نے کہا میں تو کشمیر (کوٹلی) تھا۔ اور میں نے جمعہ کی نماز وہاں پڑھی اور رات کو میں آیا ہوں۔ بہرحال جب میں نے ان کا رویہ دیکھا تو میں گاڑی میں بیٹھ گیا۔ تھانہ جا کر S.H.O نے جب اس کے ساتھ اور پانچ سات آدمی ہو گئے تو مجھے پوچھا کہ وہاں آپ کے شہر میں کتنے احمدی ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہاں ہماری بڑی جماعت ہے پھر اس نے آدھ پون گھنٹہ بحث کی کہ آپ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے اس کے سامنے کلمہ پڑھا اور پھر اس کو بتایا کہ اس طرح ہم آپ لوگوں سے زیادہ خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہم نہیں بلکہ آپ منکر ہیں کہا کہ وہ کس طرح؟ میں نے بتایا کہ جس عیسیٰ کا آپ انتظار کرتے ہیں کیا وہ پہلے سے نبی نہیں ہیں؟ وہ تو میرے منہ کو دیکھنے لگے۔ پھر ایک سوال انہوں نے یہ کیا کہ آپ کی جماعت کو AID کہاں سے ملتی ہے۔ میں نے اسے اپنے چندہ کا طریق کار بتایا۔ وہ کہنے لگے۔ اپنے پیسوں سے نظام کیسے چلتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارا نظام آپ جیسے ملانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے صرف پاکستان میں نہیں، ۱۲۰ ممالک میں یہ نظام چل رہا ہے۔ تب اس نے سپاہی سے کہا کہ اس کو اندر لے جاؤ۔ دوسرے دن میں نے اسے بتایا کہ آج میں نے چیک لینا ہے تو اس نے میرے ساتھ دو سپاہی بھیج دیئے۔ واپسی پر دو دن مجھ سے پوچھتے رہے کہ تمہارا کوئی نہیں آیا اُن کا مطلب تھا کہ کچھ پیسہ وغیرہ دے۔ دوسرے ہی دن وہ مولوی اور ہزارہ کے قریب آدمی وہاں لے آئے ہمیں دیکھ کر ایک نے کہا کہ ایک بوڑھے نے یعنی (رانا محمد یوسف صاحب) اذان دی ہے (باقی صفحہ ۱۱ پر)

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

شاہراہِ غلبہ اسلام قریہ بہ قریہ منزل بہ منزل

از مکرم واصف احمد انصاری صاحب قائد مجالس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیش

● الحمد للہ کہ آندھرا پردیش میں افراد جماعت کو بطریق احسن خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اور خلافت کے ولولہ انگیز دور میں افرادِ جماعت قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر نگرانی وقف جدید اور نظارت دعوت تبلیغ کے بھرپور تعاون سے مبلغین و معلمین دلجمعی سے تبلیغی میدان کو وسعت دے رہے ہیں، جزاہم اللہ تعالیٰ۔

ماہ مئی میں مکرم مولانا حمید الدین صاحب انچارج مبلغ آندھرا پردیش نے دو تبلیغی دورے، ضلع نلگنڈہ، ضلع ورنگل اور ضلع کھمم کے بعض حصوں کے کئے۔ آپ کے ہمراہ مکرم عبدالرؤف صاحب عاجز، مکرم حیدر علی صاحب صدر سنگ تراش قوم آندھرا پردیش، مکرم عباس علی صاحب، مکرم حبیب شریف صاحب معلم، مکرم عبدالکریم صاحب، مکرم محمد مولیٰ صاحب۔ مکرم سید عبدالنبی صاحب اور ماسٹر قاسم علی صاحب تھے۔ اس دورہ میں خاطر خواہ نئی جماعتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مخالفت کا بھی مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

● حیدرآباد کے کثیر الاشاعت انگلش روزنامہ نیوز ٹائم میں ایک عیسائی کا مضمون شائع ہوا کہ ہمیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے کی ضرورت نہیں اور ہمارے لئے عیسیٰؑ کی آمد کافی ہے۔ جس پر محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ کا انگلش مضمون جس کی تیاری کے لئے حافظ صالح محمد الہ دین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی نے بھرپور تعاون دیا تحریر کیا گیا تھا۔ مورخہ ۳۱ کو ۹۰ لائینوں پر مشتمل ایڈیٹر کے ڈاک کالم میں نیوز ٹائم میں ہی شائع ہوا۔ جس میں موصوف نے ثابت کیا کہ بائیبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق متعدد پیشگوئیاں ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ نیز جس عیسیٰؑ کا آپ انتظار کر رہے ہیں وہ وفات پا چکے ہیں۔ اس تعلق سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے حاصل کر کے مطالعہ فرمائیں۔ اس رنگ میں ایک دن میں لاکھوں افراد تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

● غیر از جماعت افراد مباہلہ سے متعلق کافی غلط پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔ اور خاص طور پر یہاں کے اخبارات میں جس کا اثر نو مبائعین کے علاقہ میں غلط پڑ رہا تھا۔ چنانچہ محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس نے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت کے مشورہ سے فوری طور پر اس کا سدباب کرنے کے لئے کثیر تعداد میں بڑا پوسٹر شائع کیا جس کا عنوان ہی یہ دیا گیا کہ مباہلہ کی جیت ایک سال کے دوران ایک لاکھ آٹھ ہزار افراد نے احمدیت کو قبول کر لیا کیا یہ مباہلہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی جیت نہیں؟ اس کو آندھرا کی جملہ جماعتوں کو بھجوایا گیا۔ الحمد للہ کہ اس کا بھی اچھا اثر ظاہر ہو رہا ہے۔

● ایک تلگو پوسٹر شائع کیا گیا کہ انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی آتی ہے کہ سردار آتا ہے۔ اس کو کثیر تعداد میں شائع کر کے چسپاں کروا دیا گیا۔ جس کے اچھے نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔

● حیدرآباد کے چرچ بورابنڈا میں حضور پر نور کے افریقہ کے دورہ کا VED!O کیسٹ دکھایا گیا جو حیدرآباد کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ چرچ میں حضور کا VEDIO کیسٹ دکھایا گیا ہو۔

● مکرم محمد شریف صاحب جو بورہ بنڈہ حیدرآباد کے چرچ میں دو لیکچر دیئے جن کا بہت اچھا اثر ظاہر ہوا۔

● اخبار آندھرا جنرل میں محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ کے دو انٹرویو شائع ہوئے جس سے احمدیت کی روز افزوں ترقی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے

● اضلاع کے دوروں پر تلگو زبان میں سینکڑوں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

● پالاکرتی میں ایک شدید مخالف احمدیت کی زبان پر فالج کا حملہ ہوا جو جماعت احمدیہ کے خلاف قینچی کی طرح چلتی تھی۔ یہ قہری نشان ہے اور آج بھی اس شخص کو دیکھا جا سکتا ہے

● ایک مقام پر شدید مخالفین احمدیت کی آٹھ ایکڑ زمین نکسلائٹ نے زبردستی چھین کر غرباء میں تقسیم کر دی۔ اور وہاں اللہ کے فضل سے احمدی افراد کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور جس منزل پر ہم نے پہنچنا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور جرأت عطا فرمائے کہ ہم ساحلِ عافیت تک جلد پہنچ سکیں۔ آمین ثم آمین

بقیہ صفحہ ۹

اور اس صوفی نے نماز پڑھائی تھی۔ اگلے دن پھر ہمیں عدالت میں پیش کر دیا۔ وہاں سے تین دن کا ریمانڈ لے لیا۔ تین دن کے بعد ۱۷/۱ کو ہم دونوں کو عدالت لے گئے۔ مجسٹریٹ نے وارنٹ پر دستخط کئے اور ہمیں ایبٹ آباد جیل بھیج دیا گیا۔ مکرم رانا محمد یوسف صاحب نے مجسٹریٹ سے کہا کہ بتائیں تو سہی کہ مجھے کس جرم کی سزا میں جیل بھیجا جا رہا ہے، تو A.S.I جو ہمارے ساتھ تھا اس نے پنجابی میں کہا کہ "کیوں توں جمعے دی نماز نہیں پڑھی؟"۔ اس پر عدالت میں موجود لوگ اس A.S.I کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ اور ہم باہر آ گئے۔ یہ ہے میرا جرم جس کی وجہ سے میں اور رانا محمد یوسف صاحب، رانا کرامت اللہ صاحب امیر ہزارہ ڈویژن، صاحبزادہ رشید صاحب، محمد احمد صاحب بھی ایک ماہ دو دن سے جیل میں ہیں ہم دونوں کے بعد یعنی خاکسار اور رانا محمد یوسف صاحب جن کی عمر ۸۱ سال ہے اور دمہ اور پیشاب کی بیماری کے علاوہ بہت کمزور بھی ہیں، صاحبزادہ رشید صاحب کو ARREST کیا گیا۔ پھر ریمانڈ میں ان کے بتانے پر مکرم رانا کرامت اللہ خان صاحب کو پکڑا گیا۔ اسی طرح پھر محمد احمد صاحب بھی کو ان کے محلہ کے شرپسندوں کے کہنے پر پکڑ کر یہاں ہمارے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

اقتباس از خط مکرم حاجی محمد اکبر قمر صاحب معرفت
بشیر میڈیکل ہال کوٹلی آزاد کشمیر

گنگارام پور مغربی بنگال میں سالانہ جلسہ ۱۲ افراد کا قبول احمدیت

مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ گنگارامپور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ جماعت احمدیہ گنگارامپور (بنگال) نے مورخہ ۹۰/۲/۱۲ تا ۹۰/۲/۱۳ کو جلسہ منعقد کیا اس سلسلہ میں خدام اور اطفال کے مختلف علمی، ورزشی مقابلے بھی کرائے گئے۔ مورخہ ۹۰/۲/۱۲ کی شام کو مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر انچارج مبلغ کے زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت گنگارامپور، مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر کلکتہ، مکرمہ فرشتہ حسین صاحبہ، چندر قمید، ناصر احمد اور مکرم مولوی فاروق صاحب نے مختلف موضوعات پر حاضرین سے خطاب کیا۔

دوسرے دن کا جلسہ زیر صدارت مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر بھی مقررین حضرات نے مختلف تربیتی اور تبلیغی عناوین پر تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر ۱۲ سعید روحوں کو قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی تمام نو مبائعین کی استقامت اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین سے درخواست دعا ہے۔

قومی یکجہتی کے عنوان پر ایک خصوصی نشست

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج ــ مدراس)

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "جماعت احمدیہ ہندوستان کا فرض ہے کہ اپنی حب الوطنی کا اور بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے ہندوستان کو نفرتوں سے پاک کرے" جماعت احمدیہ مدراس۔ انفرادی اور اجتماعی رنگ میں اس کے لئے کوششیں کر رہی ہے۔ ان کوششوں کی ایک کڑی کے طور پر مورخہ ۹؍جولائی ۱۹۹۰ء بروز پیر شام چھ بجے احمدیہ مسلم مشن مدراس میں ایک GET-TOSETHER تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں شرکت کے لئے بھارتیہ جنتا پارٹی کے جنرل سیکرٹری شری نتیانند اور B.J.P یوتھ فارم کے صدر شری MEYYAPAN اور اس پارٹی کے دس کے قریب ممبران تشریف لائے اس تقریب میں استقبالیہ تقریر کرتے ہوئے خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ خالصتہً ایک دینی اور روحانی جماعت ہے جسے کسی قسم کی سیاست سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی کوئی دلچسپی ہے جماعت احمدیہ کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ حکومتِ وقت کے ساتھ بھرپور تعاون کرے اور وفاداری اختیار کرے چنانچہ جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ جماعت کبھی بھی حکومت کے خلاف کی جانے والی کسی بھی کاروائی میں یا ہڑتال، سٹرائک وغیرہ تحریکوں میں حصہ نہیں لیتی ہے۔ آج جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ملک میں رائج حکومت کے ماتحت نہایت امن اور شانتی سے اپنے مفوضہ فرائض ادا کرتے ہوئے نشوو نما پا رہی ہے۔ ہم کسی بھی حکومت کے خلاف کسی قسم کی بغاوت میں حصہ نہیں لیتے ہیں حتیٰ کہ پاکستان میں جہاں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارے خلاف ہر قسم کے ظلم و ستم کو جائز قرار دیا جا رہا ہے وہاں بھی ہم حکومت کے خلاف کسی قسم کی بغاوت میں شریک نہیں ہوتے ہیں۔

خاکسار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے قومی یکجہتی اور مذہبی رواداری اور بھائی چارگی کے قیام کے لئے جو کوششیں کی جارہی ہیں ان کی وضاحت کی۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کی بنیاد پر کام کرنے والی جماعت ہے۔ شری کرشن جی شری رام چندر اور دیگر پیشوایانِ مذاہب کے بارے میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں خاکسار نے جماعت احمدیہ کے بعض اصول بیان کر کے پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کی جدوجہد بیان کی۔

سب سے آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان کی دو عظیم قوموں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان پیار و محبت کے قیام کے لئے جو بعض تجاویز پیش فرمائی تھیں ان کی وضاحت کی

اس کے بعد B.J.P یوتھ فارم کے صدر شری MEYYAPPAN نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ جب ۔ اور جماعت کے موقف کی سراہنا کرنے کے بعد بتایا کہ ہندوستان ہماری ماں کی طرح ہے۔ ہم اپنی ماں کے پیٹ میں صرف دس ماہ ہی رہے تھے۔ لیکن ہندوستان کی سرزمین میں ہم اپنی زندگی گذارتے ہیں اس لئے ہم ہندوستان کو بھارت ماتا کہتے ہیں B.J.P کی صرف اتنی کوشش ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کے لئے ایک ہی قسم کا قانون لاگو ہو۔ کسی کو کم مراعات اور کسی کو زیادہ نہ دی جائیں۔ ہر ایک کو ایک ہی قسم کی حفاظت حاصل ہو۔ انہوں نے اپنی تقریر میں رام جنم بھومی اور بابری مسجد کے مسئلہ پر بھی وضاحت سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم خلیل احمد صاحب نے جماعت احمدیہ اپنے وطن کی محبت میں جو اقدام کر رہی ہے اور وطن کی جو خدمت بجا لا رہی ہے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں پیار و محبت کی فضاء کو قائم کرنے کے لئے اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندوؤں کی کوئی بھی تنظیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ کر کے مسلمانوں کے دل مجروح نہ کرے

اس کے بعد شری نتیا نندن جنرل سیکرٹری B.J.P نے تقریر کرتے ہوئے اس بات کا یقین دلایا کہ ان کی پارٹی کی طرف سے کبھی بھی باہمی منافرت کو ہوا دینے والا اور دیگر مذاہب والوں کے دل مجروح کرنے والا کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا ہے آپ نے کہا کہ سوشلزم یا کمیونزم وغیرہ ازم صرف انسان کی جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کی کوشش میں ہی لگے ہوئے ہیں اس سے دنیا میں دائمی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے روحانیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے ہندوستان کا مقام بہت بڑا ہے جہاں پر کئی روحانی REFARMER پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے بانی کی پیدائش بھی ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ہوئی تھی ہندوستان میں ہر مذہب والے کو اپنے اپنے مذہب کے اصول پر زندہ رہنے اور عبادت بجالانے کا حق ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کی بعض تعلیمات اور اصول بیان کئے جن سے باہمی منافرت اور تباغض دور ہو سکتا ہے۔ اور بین الاقوامی یکجہتی اور مذہبی رواداری قائم ہو سکتی ہے آخر میں انہوں نے تمام معزز مہمانوں کا جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کیا

اس کے بعد مختلف امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ جس میں محترم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے رام جنم بھومی اور بابری مسجد کے مسئلہ کے بارے میں جماعت احمدیہ کے موقف کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ اس مسئلہ کا کوئی ایسا حل ہو جانا چاہیئے جس سے دونوں قوموں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے دل مجروح نہ ہوں اور اس سے مستقل امن اور شانتی قائم ہو۔

اس تقریب کے بعد تمام حاضرین کو پر تکلف ٹی پارٹی دی گئی۔ نیز ہر ایک مہمان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پیغام صلح کا تامل ترجمہ پیش کیا گیا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریب نہایت پیار و محبت کے ماحول میں بہت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

دعائے مغفرت

میرے والد بزرگوار جناب حافظ عبدالمنان صاحب ۳؍جولائی ۱۹۹۰ء کو آٹھ بجے شب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دوسرے دن مسجد احمدیہ کلکتہ میں بقر عید کی نماز کے بعد نماز جنازہ ہوئی جس میں جماعت کے تقریباً تمام مرد و زن نے شرکت کی اور تدفین عمل میں آئی۔

میرے والد صاحب مرحوم نے احمدیت ۱۹۲۴ء میں قبول کی تھی۔ آپ حافظ قرآن تھے کئی بار نماز تراویح پڑھانے کی سعادت ملی۔ مرحوم کے پسماندگان میں والدہ محترمہ اور خاکسار کے علاوہ چار بیٹے ہیں مرحوم کے تیسرے بیٹے مکرم منظور عالم صاحب نے کئی سال تک بحیثیت قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ خدمت کی ہے خاکسار بھی بحیثیت سیکرٹری وقف جدید جماعت کی خدمت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ دے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (محمود عالم سیکرٹری وقف جدید کلکتہ)

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم حاجی افتخار احمد صاحب اشرف مرحوم درویش کا ذکر خیر

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں اطلاع دی جا چکی ہے مکرم حاجی افتخار احمد صاحب اشرف ولد مکرم ماسٹر محمد علی صاحب اظہر مرحوم مورخہ ۲/۷/۹۰ ۱۹ کو قریباً ۷۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے پارٹیشن کے موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اپنے آپ کو درویشانہ زندگی کے لئے پیش کر دیا اور ساری عمر سلسلہ کی خدمت انتہائی لگن محنت اور شوق سے کرتے رہے لمبا عرصہ دفتر محاسب میں بطور خزانچی خدمت سرانجام دی آپ کا علقہ احباب نہ صرف اپنوں میں تھا غیروں کے ساتھ بھی بہت اچھے مراسم تھے ہر دل عزیز ہونے کے سبب سب آپ کو استاد جی کہا کرتے تھے آپ سادگی سے زندگی بسر کرتے اور رقم جمع کر کے نیکی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے جبکہ جماعتی چندوں میں باقاعدگی سے با شرح ادائیگی کرتے۔ ۶۹ء میں حج کرنے کی سعادت بھی ملی ۱/۸ حصہ کے موصی تھے حصہ آمد و جائیداد نیز کتبہ لگانے تک کا خرچ زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ مکرم سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کے نام ایک چیٹھی میں آپ لکھتے ہیں کہ:-

"میری دوسری امانت جو عام چل رہی ہے میرے مرنے کے بعد میرا حصہ جائیداد وغیرہ نکلوانے کے بعد جو رقم بچے اس کے چار حصے کر کے ایک حصہ میرا چندہ وقف جدید ادا کر دیا جائے اور باقی تین حصے میری طرف سے میرے تایا اور تائی صاحبہ کے چندہ تحریک جدید میں منتقل کر دیئے جائیں یہ دونوں چندہ جات میں نے پیشگی سنہ ۲۰۰۰ء تک ادا کر دیئے ہوئے ہیں یہ اس کے بعد کے سالوں کے لئے چلتے رہیں گے۔ اگر محترم خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی اہم تحریک ہو تو میری طرف سے محترم امیر صاحب مقامی کو پورا اختیار ہو گا کہ اگر وہ میری اس رقم کو یا اس کا کچھ حصہ اس تحریک میں ادا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ..... میری امانت میں جو رقم میرے مرنے کے بعد ہو گی وہ محض میرے چندہ جات کے لئے ہی ہو گی۔ اس میں کسی کا کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہو گا"

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی طرف سے انسانیت سیکھنے کی تحریک ہوئی تو آپ نے بے شمار مسلمین بنائیں اور ... کے ... جبکہ غرباء کو مفت دے دیں۔ شکار کا بہت شوق تھا۔ ہوشیار پور چلہ کشی والے مقام تک کئی بار سائیکل پر گئے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، خوش دل ہر ایک کے ہمدرد تھے۔

تین چار ماہ سے دل کے عارضہ سے بیمار تھے علاج ہوتا رہا ۲/۷/۹۰ ۱۹ کو سانس اُکھڑ کر چلنے لگی اور کہنے لگے کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے اللہ اکبر کہہ کر چارپائی پر لیٹے اور ہوش نہ رہی طبی امداد پہنچنے تک ۱۱ بجے کے قریب روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ۶ ½ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

(۲)

پروفیسر مبارک احمد صاحب کا انتقال پُرملال

نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ کشمیر یونیورسٹی کے سابق پروفیسر اور احمدیت کے شیدائی محترم جناب مبارک احمد صاحب مدراسی مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۹۰ء بروز جمعرات ۱۲ ½ بجے بعد دوپہر حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۲ سال کی تھی۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن ساتان کلم (تامل ناڈو) میں حاصل کی تھی اس کے بعد سنہ ۱۹۴۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے قادیان تشریف لائے۔ کچھ عرصہ کے بعد لاہور تعلیم الاسلام کالج سے آپ نے M.Sc کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد Ph.D کے آپ مستحق ہوئے۔

آپ نے سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ماتحت جبکہ حضور تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے۔ خدمت بجا لانے کا شرف حاصل کیا

یہاں سے فراغت کے بعد آپ کشمیر یونیورسٹی میں قریباً ۲۰ سال کے لمبے عرصہ تک فزکس کے پروفیسر کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ کو عراق۔ سویڈن۔ امریکہ۔ اٹلی وغیرہ ممالک کے علمی دورے کی بھی توفیق حاصل ہوئی۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ماتحت بھی کچھ عرصہ اٹلی میں کام کرتے رہے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مدراس میں تشریف لائے۔

مدراس میں آپ INSTITUTE OF MATHIMATICAL SCIENCE میں خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔

آپ کی خدمات سائنسی دنیا میں بہت ہی قابل قدر تھیں۔ اسی طرح آپ ہمیشہ جماعتی کاموں میں بھی بہت ہی دلچسپی لیتے تھے۔

مرحوم کی خواہش تھی کہ اُن کے آبائی وطن ساتان کلم میں جہاں اُن کے والد صاحب مرحوم کی انتھک اور ہمیشہ زندہ رہنے والی کوششوں کے نتیجہ میں تامل ناڈو میں مدراس کے بعد سب سے پہلی جماعت قائم ہوئی تھی۔ صد سالہ جشن تشکر نہایت شاندار رنگ میں منعقد ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو قبول فرمایا اور ماہ مارچ سنہ ۹۰ء میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زیر صدارت نہایت کامیاب اور شاندار تقریب منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس میں شرکت کے لئے تامل ناڈو کے طول و عرض سے بہت سارے احمدی احباب و مستورات تشریف لائے ہوئے تھے۔

آپ کی شادی بھاگلپور (بہار) کے ایک ممتاز خاندان میں ہوئی تھی۔ آپ اپنے پیچھے غمزدہ بیوہ اور ایک بچی جو شادی شدہ ہیں کے علاوہ پانچ بھائی اور ایک بہن اور بہت سارے رشتہ دار اور احباب کو چھوڑ گئے ہیں۔

آپ ایک عرصہ سے کمزوری اور نقاہت محسوس کرتے تھے۔ مورخہ ۴ جولائی بروز عید الاضحیٰ آپ مسجد میں تشریف لائے ہر ایک سے نہایت پیار و محبت سے ہر ایک سے مصافحہ و معانقہ کرتے رہے۔ خاکسار سے بھی جماعت احمدیہ ساتان کلم کے بارہ میں اپنے بعض منصوبوں کا ذکر کیا۔ اس وقت بھی بے حد نقاہت محسوس کر رہے تھے دوسرے دن صبح گیارہ بجے کے قریب اپنے INSTITUTE جانے کے لئے گھر سے نکلے بس اسٹینڈ پر سینہ میں شدید درد اور گھٹن محسوس ہوئی اسی وقت ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر کے آگے ہر کوئی مجبور تھا۔ ٹھیک ۱۲ ½ بجے اُن کی روح اس دار فانی سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

وفات کی خبر ملتے ہی رشتہ داروں اور احباب جماعت کو اطلاع دی گئی۔ دوست احباب ہسپتال اور اُن کے گھر پر جمع ہو کر تعزیت کا اظہار کرتے رہے۔

مرحوم کی خواہش کے مطابق رات ہی رات اُن کے آبائی وطن ساتان کلم میں ان کی میت لے جائی گئی۔ مرحوم موصی تھے لہٰذا میت ۶ جولائی کو شام پونے سات بجے احمدیہ قبرستان میں امانتاً دفن کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کی وفات سے جماعت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ محض اپنے فضل سے اُسے پُر فرمائے آمین۔

(خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس)

بدر کی وسیع اشاعت آپ کا فریضہ ہے (مینیجر بدر)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دیں۔

وصیت نمبر ۱۴۸۷۴:- میں نصیرہ بیگم زوجہ مکرم عبدالرحمٰن نسیم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند۔ ۲۰۰۰ --- ۰۰

۲۔ زیور طلائی کانٹے ۵ گرام، انگوٹھی ۳ گرام کل آٹھ گرام ۲۴۰۰ --- ۰۰
(یہ زیور خاکسار کے والد کے قبضہ میں ہیں جو بنگلہ دیش میں ہیں۔

میزان ۴۴۰۰ --- ۰۰

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو تازیست (جو بھی ہوگی) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد بناؤں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سفیر احمد شمیم	نصیرہ بیگم	عبدالرحمٰن نسیم خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۴۸۷۶:- میں عبدالقدیم نیاز ولد مکرم عبدالرشید صاحب نیاز درویش مرحوم قوم بھٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ خاکسار اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے جس سے مجھے ماہوار مبلغ ۶۸۷/- روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
بشیر احمد مہار	عبدالقدیم	شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۸۷۷:- میں حفیظ احمد طارق ولد مکرم عبدالکریم ناصر آبادی قوم سوہل پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے اور میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں جس سے ۵۴۶/- روپے ماہوار تنخواہ مل رہی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ممتاز احمد ہاشمی	حفیظ احمد طارق	بشارت احمد حیدر

وصیت نمبر ۱۴۸۷۸:- میں راشدہ سلطانہ زوجہ محمد عبیداللہ صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۱۱۰۰۰ --- ۰۰

۲۔ کلائی گھڑی قیمت ۴۰۰ --- ۰۰

۳۔ زیور طلائی۔ ہار دو عدد۔ کانٹے دو جوڑی انگوٹھی ۵ عدد۔ نالیس ۳ جوڑی۔ ہاتھ کی چین ایک عدد کل وزن ۸۰ گرام ۲۴۰۰۰ --- ۰۰

۴۔ ایک سیٹ نقری انداز ۳ تولہ قیمت ۲۰۰ --- ۰۰

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے تیس ۳۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
غلام نبی والد موصیہ	راشدہ سلطانہ	محمد عبیداللہ خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۴۸۷۹:- میں عاصمہ عارف زوجہ مکرم محمد عارف صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۸۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۱۰۰۰۰ --- ۰۰

۲۔ زیور طلائی کانٹے ۷ گرام ہار ۵ گرام بحساب ۳۰۰/- روپے فی گرام ۳۶۰۰ --- ۰۰

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ بیس روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد عارف خاوند موصیہ	عاصمہ عارف	محمد صادق خسر موصیہ

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کے زیر اہتمام جلسہ ہفتہ قرآن مجید

بتاریخ ۲۴/ جون ٹھیک ۱۱ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں خاکسار کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا آغاز عزیزہ منصورہ آزاد دین کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ عزیزہ نے سورۃ رحمٰن کا رکوع تلاوت کیا اور اُس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ عہد نامہ دہرانے کے بعد۔ محترمہ محمودہ رشید صاحبہ نے قرآن مجید کی فضیلت اور اُس کی تلاوت سے تعلق رکھنے والی چند احادیث پڑھ کر سنائیں۔ عزیزہ امۃ المتین صاحبہ نے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ محترمہ ناہدہ بانو بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی اور محترمہ سہیلہ باسط صاحبہ نے قرآن مجید کے فضائل، عزیزہ امۃ البصیر صاحبہ نے احسانات قرآن مجید، عزیزہ کوثر صدیقہ صاحبہ نے جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن مجید عزیزہ عمینہ تسنیم صاحبہ نے قرآنی وحی اور خاکسار نے قرآن مجید ایمان کا ایک سرچشمہ" عناوین پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جماعت کی ایک عزیزہ بہن جو جلسہ میں شرکت نہیں کرسکی نے اپنا مضمون بعنوان "احکام قرآن مجید" بھجوایا جس کو احمدی بیگم صاحبہ نے پڑھا۔ دوران جلسہ عزیزہ کاشفہ، عزیزہ طاہرہ غوری، عزیزہ امۃ القیوم وسیم اور بشریٰ مبارکہ نے خوش الحانی سے نظمیں پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ جلسہ کے بعد اجتماعی دعا کروائی گئی۔ نماز ظہر و عصر کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ جلسہ کی کاروائی اختتام کو پہنچی الحمد للہ۔

(صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد)

اعلانِ نکاح و تقریب شادی

مکرم محمد سعید صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور تحریر فرماتے ہیں کہ:-
خاکسار کے بڑے لڑکے عزیز محمد رئیس صاحب، صدیقی سیکرٹری وقف جدید جماعت احمدیہ کانپور کا اعلان نکاح عزیزہ مکرمہ وسیم جہاں صاحبہ بنت مکرم ریاض احمد صاحب، ساکن امروہہ کے ساتھ مورخہ ۳/۶/۹۰ کو بعوض حق مہر مبلغ ۲۰۳۰۰/- روپے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب منڈاشی مربی سلسلہ دہلی نے مسجد احمدیہ امروہہ میں پڑھا اور احسن رنگ میں حقوق و فرائض زوجین پر روشنی ڈالی اور اجتماعی دعا کروائی۔ حسب پروگرام اس کے اگلے دن مورخہ ۴/۶/۹۰ کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی نیز اس کے بعد مورخہ ۵/۶/۹۰ کو خاکسار نے کانپور میں تین صد افراد مرد و زن (احمدی و غیر احمدی) کو دعوت ولیمہ میں مدعو کیا۔ تمام افراد جماعت احمدیہ کی خدمت میں یہ رشتہ دونوں خاندان کے لئے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔
اس خوشی کے موقعہ پر امانت مبشر میں مبلغ ۳۱/- روپے ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

- (ادارہ) -

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے
خدمات حاصل کریں
احمدیہ پراپرٹی ڈیلرز
پروپرائیٹر:- نسیم احمد طاہر احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶
AHMAD PROPERTY DEALERS
AHMADIYYA CHOWK QADIAN 143516

ارشاد نبوی
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
اسلام لاؤ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جاؤ گے
(محتاج دعا)
منجانب ازاراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ
دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے
A Z
MOHAMMAD RAHMAT
PHONE C/O 395233/893513
SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER
MOTOR VEHICLES
45-B. PANDUMALI COMPOUND.
DR. BHADKAMKAR MARG. BOMBAY-400008

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز
(پتہ)
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ ناظم آباد کراچی
فون نمبر ۶۶۱۴۴۳

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیس روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۲۶
ٹیلیفون نمبر:- 43-4028-5137-5206

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ -۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073.
PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI :- 273903.

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زود جام عشق ۱۰۰/- روپے
حبوب مفید اٹھرا ۴۵/- روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
تریاق معدہ ۸/- ۱۵/-
روشن کاجل
حب جدوار ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15- PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے (درثمین)

AUTOWINGS,

15- SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360
74350

آٹو ونگس

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں ÷ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE :- 6348179 / RESI :- 6233389 } BOMBAY - 400059.

اشفعوا تؤجروا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.
DEALERS IN :- TIMBER TEAK, POLES, SIZES, FIRE WOOD
MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

کوئی میرا دشمن نہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷۔ اربعین نمبر (۱) صفحہ ۳۴۴)

طالبان دعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد

پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسنر۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر رہے۔" { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالےٰ

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)	**گڈلک الیکٹرانکس** انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی　**اوشا** پنکھے اور سلائی مشین کی سپلائی اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD FORT.

GRAM :- MOOSARAZA }
PHONE :- 605558 }　BANGALORE - 560002

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16-MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ:۔ "AUTOCENTRE"

ہر قسم اور ہر ماڈل کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار، ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 اور 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں!"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!